باب ۲۲

بیماریوں کی درجہ بندی

سائنسی میدان میں ترقی دراصل عظیم ترقی کا ایک دور بن گئی ہے۔ سترھویں صدی کے آغاز میں سویڈن کے سائنسدان لینئیس (LINNAEUS) دنیا کی نباتات کا مطالعہ کیا۔ اس وقت تک عالم نباتات کی گروہ بندی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے نہایت محنت اور جانفشانی عالم نباتات کی گروہ بندی کی۔ اور گروہ بندی کے لئے ایسے اصول وضع کئے جن کی بنا پر آئندہ دریافت ہونے والے پودوں کو بھی اس گروہ بندی میں شامل کیا جا سکے۔ اس گروہ بندی نے (BOTANY) یعنی علم نباتات کو سائنسی بنیادوں پر استوار کر دیا۔

۱۸۱۷ – ۱۸۱۸ء میں کوئیر نے عالم حیوانات کا مطالعہ کیا۔ اس وقت عالم حیوانات کو علم بے ربط اور بغیر کسی گروہ بندی کے تھا۔ انتہائی محنت سے اُس نے حیوانات کو چار بڑی سلطنتوں (KINGDOMS) یا گروہوں میں تقسیم کیا یعنی ورٹیبریٹ (ہڈی دار جانور) ۔ مولسکس (MOLLUSCS) یعنی نرم جسم والے۔، آرٹیکولیٹس (Articulates) اور ریڈی ایٹس (Radiates)۔ ان چار بڑی فیمیلیز یعنی خاندانوں میں تمام جانوروں کو تقسیم کیا سکتا تھا۔

کوئیر (Cuvier) ہمعصر سیموئل ہانیمن تھا۔ اور اس زمانے میں بیماریاں صرف چند ناموں سے پہچانی جاتی تھیں اور ان کی درجہ بندی یا گروہ بندی کا کوئی طریقہ کار نہ تھا۔ میڈیکل پریکٹس بہت بڑے بحران سے گزر رہی تھی اور ابھی تک برسوں کی فرسودہ توہم پرستی کا شکار تھی۔ ابھی تک یہ تصور قائم تھا کہ بیماریاں بدروحوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ بیماریوں کی حالت کے بارے میں کوئی جامع کام نہیں ہوا تھا۔ بیماری کی علامتوں کی پہچان کو منطقی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ بیماریوں کی ابتداء اور ان کا آپس میں تعلق معلوم

کرنے کیلئے اس دور کی بیماریوں کا نہایت بغور مشاہدہ کرنے اور پھر ان مشاہدات سے نتائج اخذ کرنے اور بیماریوں کی گروہ بندی کی ضرورت تھی۔ ہانیمن نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور اپنے منطقی سائنسی دماغ کو حالات سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار کیا۔ اس نے بیماریوں کی پہلی مرتبہ گروہ بندی کی۔ یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اپنے اسی کام کے دوران ہانیمن نے بیکٹیریا کی موجودگی کو محسوس کیا کہ یہ جاندار اتنے چھوٹے ہیں کہ آنکھ سے نظر نہیں آتے اور بہت سی وباؤں اور حاد امراض کا باعث بنتے ہیں۔ اپنے ان نتائج کو اس نے ۱۸۱۸ء میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ ہانیمن نے یہ کام کوش (KOCH) کے ٹیوبرکل بیسی لس دریافت دریافت کرنے سے ۶۰ سال پہلے کیا۔

جس طرح کوئیر (cuvier) نے علم حیوانات (zoology) کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ اسی طرح ہانیمن نے بھی بیماریوں کو چار بڑی قسموں میں تقسیم کیا۔ گروہ بندی کا مقصد صرف اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب یہ تمام گروہ پوری طرح ایک دوسرے سے مربوط ہوں۔ ہر بیماری کے تمام ادوار کا سراغ لگانا اور بیماری کی جڑ تک پہنچنا کئی برسوں کا کام تھا اور پھر اس سراغ کے مل جانے کے بعد گروہ بندی میں اسکو مناسب جگہ دینا۔ اس دور کی ترقی اور ذرائع کے لحاظ سے آسان نہیں تھا۔

اس گروہ بندی میں بیماریوں کا پہلا گروپ سادہ قسم کی بیماریوں پر مشتمل اور اسمیں وہ تمام بیماریاں شامل تھیں جو میکانی اور بیرونی ذرائع کی وجہ سے پیدا ہوتی تھیں۔ ان میں ہڈیوں کا ٹوٹنا۔ دباؤ۔ غذائی بدعنوانیاں بیرونی زہر مثلاً زہریلا دھواں یا زہریلے بخارات / زہریلے پودے۔ درجہ حرارت کی شدت مثلاً ٹھنڈ لگ جانا یا لُو لگ جانا اور اسی طرح کی دوسری صنعتی بیماریاں۔ بیماریوں کے اس گروپ میں وہ تمام حالتیں شامل ہیں جو خود بخود درست ہونے کی خصوصیت رکھتی ہیں۔ ان بیماریوں کو ماحول میں مناسب تبدیلیاں پیدا کرکے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

اگرچہ یہ تمام حالتیں خود بخود درست ہونے کی خصوصیات رکھتی ہیں مگر ادویات کا استعمال شفا کے عمل کو تیز کر دیتا ہے۔ اس گروپ کی کوئی بھی بیماری کم و بیش کسی زیادہ گہری اور پیچیدہ بیماری سے بھی ملی ہوئی ہو سکتی ہے اور بصورت حال اتنی پیچیدہ ہو سکتی ہے کہ تکلیف کو دور کرنے کے لیئے دوا کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔

ہانیمن کے پیروکاروں کے طریقۂ علاج پر اکثر و بیشتر اعتراض ہوتے رہتے ہیں کہ یہ لوگ بیماریوں کے علاج میں صرف علامات کو اہمیت دیتے ہیں اور ان ہی علامات کے پیشِ نظر دوا بھی تجویز کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات زور دیکر نہیں کہی جاتی کہ ہانیمن نے بیماریوں کی گروپ بندی میں ایک گروپ ایسا بھی بتایا ہے جس کا انحصار بیرونی وجوہات پر ہے مثلاً میکانی حالتیں۔ یہ بات ہانیمن نے ہی بتائی کہ بیماریوں کے علاج میں پہلا اہم قدم بیماری پیدا کرنے سبب کو دور کرنا ہے اور اس مقصد کے لئے بعض اوقات سرجری کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے، خوراک کا استعمال کنٹرول کیا جاتا ہے یا پھر ان مادوں کو خارج کرنا پڑتا ہے جو تکلیف پیدا کر رہے ہیں یا پھر ماحول میں تبدیلی لانا پڑتی ہے اور ہر وہ چیز اور وہ بات کی جاتی ہے جس سے مریض کو بہترین طریقے سے مکمل شفایاب کیا جا سکے اور شفا اصل اسباب مرض کے ختم ہونے سے خود بخود حاصل ہو سکے۔ ہانیمن نے اپنی دور اندیشی اور مثال سے مرض کے اصل سبب کی تہہ تک پہنچنے کے لئے کی گئی کوشش اور سوچ کی قدر و قیمت بتائی اور پھر اسی مناسبت سے اُس کا علاج کرنے کی ترغیب دی۔

X ہانیمن کو اپنے بیماریوں کے مشاہدہ اور بیماری کی بڑھتی ہوئی حالتوں کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ باوجود ہومیوپیتھک طریقۂ علاج استعمال کرنے کے غیر جنسی بیماریوں کا دورانیہ بہت حیران کن تھا۔ ہانیمن ایسے امراض کا جو حاد نظر آتے تھے، اپنی خیال میں کامیاب علاج کرتے، لیکن کچھ مدت کے بعد اسی بیماری کی علامات یا تو جوں کی توں دوبارہ لوٹ آتیں یا پھر پہلی علامات زیادہ شدت سے یا پھر نئی صورت اختیار کرکے دوبارہ لوٹ آتیں۔ ان کیسز (CASES) کا بغور اور گہرا مطالعہ کرنے سے ہانیمن کو یقین ہو گیا کہ اس قسم کی حالتوں میں کوئی گڑبڑ جسم کے اندر زیادہ گہرے اثرات ڈالے ہوئے ہے اور وہی ان علامات کے بار بار نمودار ہونے کا باعث بن رہی ہے۔ اور جو آہستہ آہستہ جسم کی صحت کو زیادہ بگاڑ رہی ہے۔ اگرچہ ایسے کیسز (CASES) کی حاد تکلیف بظاہر ہومیوپیتھک دوا کے استعمال سے مغلوب ہو چکی ہے۔ اس پر یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ وہ ان حاد کیفیتوں کے علاج میں اصل بیماریوں کو نہیں بلکہ اس کے ایک حصے (حاد) کو شفایاب کر رہے ہیں ورنہ دوائے بالمثل سے بیماری مکمل طور پر اور مستقل

اگر یہ مشتعل علامات اصل بیماری کا ایک معمولی حصہ ہوں تو پھر اصل بیماری تو یقیناً بہت گہری اور پرانی ثابت ہوگی جو ان کمزور ظاہر ہونے والی علامات کے پیچھے دبی ہوئی ہوگی اور جس کی موجودگی ان علامات کے ظاہر ہونے کی کسی طرح کے متناسب ہوتی ہے۔ لہٰذا ہانیمن نے کیرانیوں میں موجود ان حالتوں کا مطالعہ شروع کر دیا جن سے حاد امراض اپنا اظہار کرتے تھے اور جو دوا تجویز کرنے کے معاملہ میں ایک حد تک معاون ثابت ہوتی تھیں۔ ہانیمن اب اس کوشش میں تھے کہ وہ ایسی دوا منتخب کر سکیں جو حاد مرض کے ساتھ چھپے ہوئے پرانے مرض کو بھی شفایاب کر سکے۔ اس مشکل کام کی تکمیل کے لئے بہت سے کیسز کا مطالعہ ضروری تھا اور بہت سی ادویات کو زیر استعمال لانے اور آزمانے کی ضرورت تھی اور پھر ایسی دوا کی ضرورت تھی جو حاد مرض کے ساتھ اندر چھپے ہوئے کرانک مرض کو بھی شفایاب کر سکے۔

اس سلسلے میں دو مختلف خطوط پر تحقیق کرنے کی ضرورت تھی ایک قدرتی کرانک بیماری کیلئے

اور دوسری مصنوعی بیماری کے لئے جو گہرائی اور علامات میں قدرتی بیماری سے مشابہ ہوتی ہے۔

اپنے بیماریوں کے مشاہدے میں اس نے تمام بیماریوں کو چار بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جن میں سے

نکلیکل گروپ تو آسانی سے نظر آنے والی بیماریوں کا گروہ ہوتا ہے۔ باقی کی تین قسموں کو ہانیمن نے میازم

(Miasma) کا نام دیا۔

کرانک امراض کا اظہار جن کو ہانیمن نے میازم کا نام دیا تھا۔ دراصل یہ نام کسی بہتر لفظ کے نہ ملنے کی وجہ سے استعمال میں لایا گیا۔ دراصل جرمن زبان میں ہانیمن کے زمانے میں یہ نام اس خیال کے پوری طرح سے ہم معنی تھا جو ہانیمن کے ذہن میں تھا۔ لیکن جدید تشخیصی ناموں کے ارتقاء اور انگریزی زبان میں آج کل یہ نام نامناسب معلوم ہوتا اسلئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس لفظ کی جگہ کسی مناسب لفظ کی ضرورت ہے۔ میازم کی عام تعریف یہ ہے "گندگی یا گلنے سڑنے سے پیدا ہونے والے بخارات یا پھر ملیریا کا زہر" لہٰذا انگریزی میں لفظ میازم (Miasm) ہانیمن کے مطلب کی پوری طرح وضاحت نہیں کرتا۔ لہٰذا سفلس اور سوزاک کے زہر جن کو ہانیمن نے میازم آف سفلس اور میازم آف سوزاک کا نام دیا ہے اور اسکو سفلس اور سوزاک کے سٹگمیٹا کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ان دونوں بیماریوں کے وائرس ابتدائی خلیہ پر تباہ کن اور انمٹ اثرات چھوڑتے ہیں۔ اسی طرح کسی انسان کی جسمانی ساخت پر سٹگما stigma یعنی داغ یا نقص

اگرچہ مشتعل علامات اصل بیماری کا ایک معمولی حصّہ ہوں تو پھر اصل بیماری تو یقیناً بہت گہری اور پرانی قوت ہوگی جو ان اکثر و بیشتر نمودار ہونے والی علامات کے نیچے دبی ہوئی ہوگی اور جس کی موجودگی ان علامات کے ظاہر ہونے کی شرح کے متناسب ہوتی ہے۔ لہٰذا ہانیمن نے گہرائیوں میں موجود ان حالتوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جن سے حاد امراض اپنا اظہار کرتے تھے اور جو دوا تجویز کرنے کے معاملہ میں ایک حد تک معاون ثابت ہوتی تھیں۔ ہانیمن اب اس کوشش میں تھے کہ وہ ایسی دوا منتخب کر سکیں جو حاد مرض کے ساتھ چھپے ہوئے پوشیدہ مرض کو بھی شفایاب کر سکے۔ اس مشکل کام کی تکمیل کے لئے بہت سے کیسز کا مطالعہ ضروری تھا اور بہت سی ادویات کو زیر استعمال لانے اور آزمانے کی ضرورت تھی اور پھر ایسی دوا کی ضرورت تھی جو حاد مرض کے ساتھ اندر چھپے ہوئے کرانک مرض کو بھی شفایاب کر سکے۔

اس سلسلے میں دو مختلف خطوط پر تحقیق کرنے کی ضرورت تھی ایک قدرتی کرانک بیماری کیلئے اور دوسری مصنوعی بیماری کے لئے جو گہرائی اور علامات میں قدرتی بیماری سے مشابہ ہوتی ہے۔

اپنے بیماریوں کے مشاہدے میں اُس نے تمام بیماریوں کو چار بڑے گروہوں میں تقسیم کیا۔ جن میں سے مکینکل گروپ تو آسانی سے نظر آنے والی بیماریوں کا گروہ ہوتا ہے۔ باقی کی تین قسموں کو ہانیمن نے میازمز (Miasms) کا نام دیا۔

کرانک امراض کا اظہار جن کو ہانیمن نے میازم کا نام دیا تھا۔ دراصل یہ نام کسی بہتر لفظ کے نہ ملنے کی وجہ سے استعمال میں لایا گیا۔ دراصل جرمن زبان میں ہانیمن کے زمانے میں یہ نام اس خیال کے پوری طرح سے ہم معنی تھا جو ہانیمن کے ذہن میں تھا۔ لیکن جدید تشخیصی ناموں کے ارتقاع اور انگریزی زبان میں آج کل یہ نام مناسب معلوم نہیں ہوتا اسلئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس لفظ کی جگہ کسی مناسب لفظ کی ضرورت ہے۔

میازم کی عام تعریف یہ ہے "گندگی یا گلنے سڑنے سے پیدا ہونے والے بخارات یا پھر ملیریا کا زہر۔ لہٰذا انگریزی میں لفظ میازم (Miasm) ہانیمن کے مطلب کی پوری طرح وضاحت نہیں کرتا۔ لہٰذا سفلس اور سوزاک کے زہر جن کو ہانیمن نے میازم آف سفلس اور میازم آف سوزاک کا نام دیا ہے اور اسکو سفلس اور سوزاک کے سٹگمیٹا کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ان دونوں بیماریوں کے وائرس ابتدائی خلیہ پر تباہ کن اور انمٹ [illegible] stama [illegible]

جسے بیماری کہا جاتا ہے۔ اگر وائرس کو جسمانی نظام سے باہر نکال کر نہ پھینکا جائے۔ لفظ سائیکوسس یونانی لفظ ہے جس کا مطلب FIG یعنی انجیر ہے موجودہ ڈکشنری میں اس کی کئی تعریفیں ہیں اور ان میں سے ایک تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

" ہانیمن کا دیا گیا نام جو سوزاک کے وائرس کا جسم پر اثر انداز ہونا ہے۔ لہذا لفظ سائیکوسس کی ایک متوقع تعریف ایسی بھی ہے جو ہانیمن کے خیال کے عین مطابق ہے اور جسے ہانیمن نے ایک متبادل نام فگ وارٹ ڈیزیز (FIG WART DISEASE) کا نام دیا تھا۔ (عجیب) X

بہت سے کیسز میں ہانیمن بیماری کی حالتوں کا جنسیات کے ساتھ تعلق اور رابطہ معلوم کیا اور اس طرح اس کے لئے ان بیماریوں کی قسم یا صنف معلوم کرنا آسان ہو گیا۔ پہلے ہانیمن نے ان بیماریوں کو ایک ہی گروپ میں رکھا لیکن بعد میں اس نے جنسی بیماریوں کو دو کلاسز میں تقسیم کیا۔ سفلس اور سائیکوسس یا سوزاک۔

سورا - PSORA

بہت سی بیماریوں کی کلاسیفیکیشن کے ذریعے گروپ بندی نہ ہو سکی تھی۔ دس سال تک مریضوں کا مطالعہ کیا گیا اور ان سے پوچھ گچھ کی گئی۔ یہ کوشش اس حد تک کی گئیں کہ بیماریوں کا سراغ لگانے کے لئے ان کی گذشتہ صدیوں پرانی ہسٹری کی تفتیش کی گئی۔ بے انتہا دشواریوں سے گزر کر ہانیمن ان بیماریوں کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوئے اور یہ وہ بیماریاں تھیں جن کی گروپ بندی ابھی نہ ہوئی تھی۔ ہانیمن نے انہیں سورا PSORA کا نام دیا تھا۔ جدید لفظ سورا جسے ہانیمن نے تیسری بڑی میازم کا نام دیا تھا جدید میڈیکل ڈکشنری میں اس (PSORA) کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

1 کھجلی۔ SCABIES — 2 جلدی مرض PSORIASIS

3 خارش کی بیماری۔ ITCH DYSCRASIA

ہانیمن اس مرض کو تمام کرانک امراض کی ماں کے نام سے پکارتے تھے۔ خطرناک نشوونما جلدی امراض اور غیر صحت مند گندہ جسم وغیرہ تمام اسی بیماری سے متعلقہ شکلیں ہیں۔

فنک FUNK اور ڈکشنری میں PSOARA کو دو نام دیئے گئے ہیں۔
نمبر ا PATHOL جو کھجلی ITCH یا اس سے مشابہ جلدی مرض ہے نمبر ۲ "ITCH MITE" (کھجلی پیدا کرنے والا کیڑا) - یہ الفاظ یونانی اور لاطینی ہیں اور ان کا آغاز عبرانی ہے۔ یہ عبرانی لفظ TSORAT تھا جو یونانی اور لاطینی میں منتقل ہوتے ہوتے PSORA بن گیا۔

عبرانی لفظ TSORAT کا مطلب ہانیمن کے مفہوم کے قریب ترین ہے۔ TSORAT کا مطلب گڑھا GROVE، ایک غلطی، ایک عفونت POLLUTION، ایک سٹگما STIGMA (داغ) جو کہ اکثر کوڑھی لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کے علاوہ خطرناک پلیگ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان حالتوں کو جو ہانیمن نے درجہ بندی کی ہے اور سورا کا نام دیا ہے، اس کے عبرانی مطلب ہی زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ عبرانی زیادہ سے زیادہ ہانیمن کے خیال کے ہم معنی ہیں۔ آج کل اپنے بڑھتے ہوئے علم کی بدولت ہمیں غذائی کمی یا جسم کے اندر کسی اور عنصر کی کمی سے لاحق ہونے والی بیماریوں کا پتہ چلا ہے اور اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ جسم کا غذا کو صحیح طرح ہضم نہ کر سکنا یا پھر کچھ اجزا کو خوراک سے جذب کرنے کے قابل نہ ہونا تمام سورائی حالتوں کے لئے بہت بڑھی وجہ بنتا ہے اور ساتھ ہی جسمانی حالتوں میں عدم توازن پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں جسم کا بہت حساس ہو جانا یا پھر جسم کے افعال میں گڑبڑ ہو جاتی ہے اور یہ گڑبڑ جسم کی شعوری حالت اور اعصاب کی بڑھی ہوئی حس کی صورت میں محسوس ہو سکتی ہیں۔ سورا کے تحت آنے والی بیماریوں کی بہت تعداد ہے۔ اسلئے اسے ام الامراض کہا جاتا ہے۔ ہانیمن نے معلوم کیا کہ ان کرانک امراض اور دورِ قدیم کی طاعونوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ موجود ہے جس تک تحقیق کے ذریعے رسائی ممکن ہے۔ دورِ قدیم کی یہ خطرناک بیماریاں کئی طریقوں سے اپنا اظہار کرتی تھیں مثلاً پرانے زمانے میں وہ پلیگ جو مصر میں پھیلی تھی (اور کوڑھ کا مرض جس نے صرف فرانس میں ہزاروں لوگوں کو کوڑھ میں مبتلا کر دیا تھا) اور خارش کا زہر جس نے کچھ عرصہ بعد یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ بہت سی مثالیں ایسی ہیں جس میں ہانیمن نے دیکھا کہ ان چھوت دار امراض اور ان لوگوں میں خاص اور نزدیکی تعلق ہے جن میں عضوی اور مثیلی علامات بار بار عود آتی ہیں۔

ہانیمن نے تسلیم کر لیا کہ یہ بار بار عود کر آنے والی علامات کا تعلق اس کرانک میازم سے ہے،

جسے سورا کہتے ہیں اور یہ حالت خود بخود کبھی بھی شفایاب نہیں ہوتی۔ اگرچہ مرض کا شدید اظہار ختم ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ مرض کافی دیر تک ٹھہرا رہتا ہے لیکن وہ کرانک حالت جو اِس حاد شدید مرض کا باعث بنی ہے اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک دوائے بالمثل سے اس کا علاج نہ کیا جائے۔

ہانیمن کو معلوم ہوا کہ یہ مرض سب سے پہلے اپنا اظہار جلد پر کرتا ہے، یہ اظہار کسی پھوڑے دار مرض یا جلدی ابھاروں کی صورت میں ہو سکتا ہے کیونکہ اس مرض کا قدرتی مقام جلد ہی ہے۔ لیکن جلد پر نمودار ہونے والے اس مرض کو کئی قسم کے بیرونی علاج معالجوں مثلاً لوشن، کریموں، معدنی غسلوں یا سرجیکل آپریشن کے ذریعے دبا دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر وہ طریقہ آزمایا جاتا ہے جس سے مرض کا بیرونی اظہار ختم ہو جاتا ہے اور اسے شفا سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جلد ہی وہ مقام ہے جہاں یہ مرض اپنا بہترین اظہار کر سکتی ہے اور کم سے کم خطرناک ثابت ہوتی ہے، لیکن دبا دینے سے یہ جسمانی حالت زیادہ تکلیف دہ علامات کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور جب اس کا اظہار جلد پر نہیں ہو سکتا تو پھر یہ جسم کے کسی بھی حصے کو متاثر کر سکتی ہے۔

ہانیمن نے معلوم کیا کہ بہت سے کرانک مادے جن کو پیتھالوجی کی زبان میں مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ ان کی اکثریت سوائے چند ایک کے سورا سے ہی ابتداء کرتی ہے۔ تمام جلدی امراض اور حالتیں، تقریباً تمام کی تمام خارجی حالتیں مثلاً غدود کی سوجن۔ کونیکٹو ٹشوز (CONNECTIVE TISSUES) سے بنی ہوئی رسولیاں اور کینسر پیدا کرنے والی رسولیاں۔ ہڈیوں میں بگاڑ، جریان خون کا رجحان۔ پیپ پڑنا۔ افعالی بگاڑ۔ انہضامی بگاڑ اور تمام حاد امراض، ان تمام امراض کو ہانیمن نے ایک گروپ میں رکھا ہے اس نے سورا (PSORA) کا نام دیا۔

جلد کی یہ خصوصیت ہے کہ ان حالتوں کی موجودگی میں جلد کے اندر کھجلی ہوتی ہے، سورا نہ صرف ام الامراض ہے بلکہ تمام سبجیکٹو سمپٹمز (SUBJECTIVE SYMPTOMS) خاص طور پر وہ علامات جو مریض بتاتا ہے کہ اُسے یہ محسوس ہوتا ہے یہ سب سورا سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان تمام بیماریوں میں جو جسمانی ساخت کو متاثر کرتی ہیں اور جنہوں نے صدیوں سے اپنا دوچہرہ آئینہ مکمل نہ کیا ہو وہ جنسی بیماریوں کے گروپ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کا عمل نہایت تیز اور بعض موقعوں پر نہایت تباہ کن ہوتا ہے کیونکہ علامات اسی طرح جسمانی نظام میں موجود ہوتی ہیں جس طرح سورا [illegible] منجمد ہوتا ہے۔

اگرچہ بیماری میازم کے ختم ہونے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ پوشیدہ حالت کئی سال بغیر کسی اظہار کے موجود رہ سکتی ہے اور اس متعلقہ شخص کی زندگی کا کوئی خاص واقعہ یا کوئی بحران کسی حادثہ، یا چوٹ کسی معمولی چھوٹ غذائی، بد احتیاطی یا پھر حفظانِ صحت کے اصولوں سے انحراف ایسی ہی دوسری چیزیں جو بظاہر نہایت سادہ مگر نہایت خطرناک نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔ اسی گروپ میں حادثہ کے بعد ٹونیا میں مبتلا ہو جانا۔ کوئی کا جلنا۔ چھوٹے چھوٹے زخموں سے زہر پھیلنا اور اسی قسم کی وہ خطرناک حالتیں جو بظاہر نہایت معمولی تکلیفوں سے آغاز کرتی ہیں۔

ایسے موقعوں پر ہومیوپیتھک معالج سورا کی تمام کیس ہسٹری کو بغور دیکھتے ہوئے ایسی دوائیں استعمال کرائے گا جو ان سورائی تکلیفوں کی علامات سے مشابہت رکھتی ہوں اور اسطرح بہت پر اثر کام کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اِن قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے ہانیمن نے بالمثل ادویات کو بھی دریافت کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ دوا کی ڈائینمک قوتیں، بیماری کی ڈائنمک قوتوں سے ٹکراتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی معلوم کیا کہ دوا کی ڈائنمک قوتیں بیماری کی ڈائنمک قوتوں سے زیادہ طاقتور ہونی چاہئیں تاکہ بیماری کو مغلوب کر سکیں۔

سٹگما stigma کا اثر قوت حیات کو کمزور کر کے جسم کی حالت کو بگاڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ذہانتوں کو کند کرنا اور قوتِ استدلال کو بگاڑتا ہے۔ یہ میازم ہر لحاظ سے تباہ کن ہوتی ہیں اور یہ تباہی دماغ اور جسم دونوں کو متاثر کرتی ہے اور ساتھ ہی جسم کی رُوح کو تار تار کرتی ہیں۔ یہ بیماری جو کہ جسمانی نظام کو معطل کرتی ہے اور جو اس قدر وسیع پیمانے پر تباہ کن ہے کہ ہم کو اس کا سراغ اس وقت تک نہیں ملتا جب تک ہم اس کی پرانی ابتدا کو پہچاننے میں کامیاب نہ ہوں اور اس کو ختم کرنے کیلئے میازم کی بنیاد پر علاج تجویز نہ کریں۔

بیماریوں کا حالات اور ماحول کے تحت کیا گیا، مشاہدہ سطحی اور محدود ہوتا ہے، شفاء کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ ہم ان کا مشاہدہ گہرائی سے کریں اور بیماریوں کے پس منظر کو نظر انداز نہ کریں اور اُن کو شفایاب کرنے کے لیئے ان کے پس منظر کو ضرور ذہن میں رکھیں، کیونکہ دوائے بالمثل کے انتخاب کے لئے ہمیں گہرا اثر رکھنے والی دوا کو منتخب کرنا چاہیے پھر ہی ہم اس قابل ہو سکیں گے کہ اس بلا سے نجات پا سکیں اور دوا کی ڈائنمک

بالفعل شکل کی مدد سے ہی اس بلا کو جسم سے دور کر سکیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دوائے بالفعل کی ڈائنمک صورت ہی اس قسم کے حالات میں کام آئے گی کیونکہ یہ کرانک مرض، مریض کے جسم کے تانے بانے کے ساتھ اس قدر مربوط ہو جاتا ہے کہ مریض کے جسم کے اندر موجود قوتِ حیات متاثر ہو جاتی ہے۔ دوا کی علامات مرض کی علامات سے خواہ کتنی ہی مشابہ کیوں نہ ہوں یہ دوا اس وقت تک اثر نہیں کرے گی جب تک یہ ڈائنمک شکل میں نہ ہو کیونکہ ڈائنمک شکل میں ہی یہ سگما پر اثر انداز ہو گی۔

باب ۲۳ — بیماریوں کی گروپ بندی۔ "سورا" (جاری)

سورا میں کسی قسم کے چکر آنے کا احساس پایا جاتا ہے (SENSATION OF VERTI
GO) یہ چکر کئی قسم کے ہو سکتے ہیں اور ہر قسم کی حرکت اور جذباتی بحران ان چکروں میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ ہانیمن سورا کے چکروں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی کئی قسمیں ہیں اور یہ چکر چلنے پھرنے، حرکت کرنے، اوپر دیکھنے، بیٹھنے یا لیٹنے کے بعد اٹھنے، صفراوی چکر، تیرنے سے، انہضامی خرابیوں سے آتے ہیں آنکھوں کے آگے دھبے نظر آئیں۔ خاموش لیٹ جانے کی خواہش بھی پائی جاتی ہے۔ لیٹ جانے سے کمی اور لیٹ جانے سے تکلیف میں کمی ہو جانا۔

تشنجی دوران سر، تیز اور سخت درد جو صبح کے وقت شروع ہوتے ہیں اور سورج کے اونچا ہونے کے ساتھ ساتھ شدت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان میں سورج کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ کمی آتی ہے۔ یہ سر درد عموماً پیشانی۔ کنپٹیوں یا سر کے اوپر والے حصے میں واقع ہوتے ہیں۔ ایسا سر درد جس کے ساتھ چہرے کی رنگت سرخ پڑ جائے۔ سر میں پھڑکن۔ پھڑکن میں کمی آرام کرنے اور سونے سے گرم اشیاء کے استعمال سے بھی کمی ہو تو یہ حالتیں سورائی ہوں گی۔

صفراوی متلی اور قے باقاعدہ وقفوں کے بعد ان میں اگر آرام کرنے اور سونے سے کمی آ جائے تو سورائی علامات ہیں۔ سورائی حالتیں تقریباً تمام بیماریوں کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں اور ان میں کمی ہمیشہ گرمی یا حرارت سے بخار میں مبتلا بچے جو تنہا رہنے کی خواہش کریں اور خاموش لیٹنا پسند کریں سورا سے منسلک ہوتے ہیں۔

ت سورا اگر تنہا جسم پر اثر انداز ہو تو یہ کبھی بھی جسمانی ساخت میں تبدیلیاں نہیں لاتا اور سورائی مریضوں کا سر جسامت اور شکل میں نارمل ہوتا ہے۔ بال اور کھوپڑی کی جلد خشک ہوتی ہے اور اس میں شاذونادر ہی پسینہ آتا ہے۔ بال بے چمک سے محروم اور اتنے خشک کہ کنگھی کو گیلا کیے بغیر ان کو سنوارنا مشکل ہوتا

بال

ہے ۔ یہ بہت جلد سفید ہو جاتے ہیں ، یا پھر سر میں سفید بالوں کے دھبے پڑ جاتے ہیں ۔ یہ ٹوٹتے ہیں اور ان کے کنارے پھٹنے لگتے ہیں ۔ کسی بھی بیماری کے بعد بال گرنے لگتے ہیں ۔ بالوں میں بہت خشکی اور کھجلی اور سر میں خشک پھنسیاں نکل آتی ہیں ۔ ان پھنسیوں کی کھلی ہوا میں تکلیف بڑھتی ہے ۔ شام کے وقت بھی تکلیف بڑھتی ہے ۔ کھجانے سے کمی لیکن جلن میں اضافہ اور چبھن میں اضافہ ہو جاتا ہے ۔ ان دانوں میں پیپ نہیں پڑتی بلکہ یہ خشک چھلکوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ۔

سورائی آنکھوں کی بھی بہت سی علامات ہوتی ہیں لیکن سورا کے نتیجے میں بافتوں میں تبدیلیاں نہیں آتیں ، اسلئے بیماریوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں بھی نہیں آتیں ۔ ان تمام علامات کا تعلق افعالی رابطوں سے ہوتا ہے ، سورائی آنکھ دن کی روشنی اور دھوپ برداشت نہیں کر سکتی ۔ آنکھوں کی تکلیف صبح کے وقت تکلیف شدید ، سورج اونچا ہونے کے ساتھ ساتھ انتہا کو پہنچ جاتی ہیں اور حرارت سے کمی ہوتی ہے ۔ آنکھوں کے آگے دھبے دکھائی دیتے ہیں اور یہ اس میازم کی خاص علامات ہیں ۔

آنکھوں کے اوپر والے پپوٹے کا نیچے کو لٹکنا سورک نہیں ہے ، سرخ پپوٹے سورائی اور سفلیٹک دونوں حالتوں کے ملاپ سے ہوتے ہیں اور اس قسم کا مریض تپدق کی طرف مائل ہوتا ہے ۔

کانوں کی علامات ، آنکھوں کی علامات کی طرح فعلی اور اعصابی ہوتی ہیں ۔ کان بظاہر نارمل دکھائی دیتے ہیں ، کان چھوٹے یا درمیانی سائز کے ہوتے ہیں اور دیکھنے میں شفاف نہیں ہوتے ، کان کے اندر یا اردگرد نمی موجود نہیں ہوتی جس طرح دوسری میازم میں ہوتی ہے ۔ کان کی نالی خشک اور چھلکے دار ہوتی ہے ۔ سورائی کان کے اندر شاذ و نادر ہی پھوڑا ہوتا ہے ۔ اس سٹگما میں اعصابی تحریکیں شدید ہونے کے باعث سورک لوگ تیز قوتِ سماعت رکھتے ہیں ۔

سورک چہرے لٹے مخروطے مشابہ ہوتے ہیں لیکن سر اور چہرے پر سفلیٹک مریضوں کی طرح پسینہ نہیں آتا ۔ اسطرح پسینہ آنا تپدق کی علامت بھی ہے ۔ لیکن یہ حالت بھی سورا اور سفلیٹک حالتوں کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے ۔ ہونٹ اکثر سرخ اور نیلگوں ۔ پپڑیاں جمے ہوئے اور خشک بخار کی حالت میں چہرہ سرخ چمکیلا اور گرم ہوتا ہے ۔ اس پر خشک کیل اور کھجلی پیدا کرنے والے دانے ہوتے ہیں ۔ جلد خشک اور میلی ۔ چہرہ کی طرف خون کا دوران ۔ ہاتھ یا پاؤں جلتے ہوئے اور گرمی کی لپٹیں

محسوس ہوتی ہیں۔

ناک بو سونگھنے کے لیے بہت حساس ہوتا ہے۔ غیر معمولی بو سورائی فرد کو نیند سے بیدار کردیتی ہے۔ وہ تیز خوشبوؤں میں سو نہیں سکتا۔ خوشبوئیں اس کی طبیعت کو خراب کردیتی ہیں، بیہوش بھی کرسکتی ہیں۔ ناک کی سیپٹم (Septum) اندرونی دیوار نتھنوں کے درمیان) پر درد کرنے والے پھوڑے لیکن کوئی زہریلا پھوڑا نہیں ہوتا۔

لیوپس (LUPUS) جلدی تپ دِق کی وجہ سے ناک کی جلد کا متاثر ہوتا ہے ایک مرکب سگما کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

منہ کے ارد گرد میلا پن سا محسوس ہونا بھی سورک حالتوں میں سے ہے، ہونٹوں کا سوج جانا اور ہونٹوں پر دراڑیں پڑنے کی بجائے ہونٹوں کا سوج جانا اور ہونٹوں کے ارد گرد جلن، منہ کی جھلی کی سوزش۔ سورک مریض کے منہ کے اندر کئی بُرے ذائقے موجود ہوتے ہیں۔ یہ بگڑے ہوئے ذائقے منہ کو میٹھا کڑوا یا کھٹا بنا سکتے ہیں۔ معدہ سے غذا کا ذائقہ منہ میں محسوس ہونا۔ یہ مریض ذائقہ کے لیے بہت حساس ہوتے اگرچہ تمام میازم کئی بگڑے ہوئے ذائقوں کا سبب بنتی ہیں لیکن سورا واحد میازم ہے جس میں چیزوں کے جلے ہونے کا سا مزہ آتا ہے۔

سورا کا مریض ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور سورائی حالت والے افراد بہت سی چیزیں کھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ اس وقت بھی بھوک محسوس کرتے ہیں جب پیٹ بھرا ہوا ہو اور کھانے کے دوران بھی وہ کبھی سیر نہیں ہوتے، ان کو کھٹی، میٹھی اور تیزابی اشیاء کی خواہش رہتی ہے۔ وہ سفر کے شوقین ہوتے ہیں لیکن وہ کمزور اور نحیف ہوتے ہیں، وہ اکثر چیزوں کی خواہش کرتے ہیں لیکن جب ان کی خواہش پوری کی جائے تو پھر وہ ان چیزوں کی خواہش مسترد کردیتے ہیں۔ حاملہ عورتیں خاص خاص چیزوں کی خواہش کرتی ہیں لیکن حمل کے بعد اُن چیزوں کو ناپسند کرتی ہیں، حمل کے دوران جن کی وہ خواہش کرتی تھیں۔ صفراوی حملوں سے پہلے وہ میٹھی چیزوں کی خواہش کرتے ہیں لیکن صفراوی حملہ میٹھی چیزوں کے استعمال سے نہیں ہوتا بلکہ میٹھی چیزوں کی خواہش اس حملے سے پہلے ایک پیشرو کی حیثیت رکھتی ہے۔

دوپہر کے درمیانی حصے میں معدہ کے اندر کمزوری اور خالی پن کا احساس رات کے وقت بھوک لگنا ... انہضام کی قوت نہیں رکھتے ... بار بار کھانے کی خواہش ...

ساتھ ہی معدہ میں کُترن سی محسوس ہوتی ہے اور ساتھ ہی ٹھنڈک اور گرمی کا احساس ہوتا ہے۔ اُبلی ہوئی اشیاء سے نفرت، لیکن تلی ہوئی اشیاء، مسالحے دار اشیاء کی خواہش۔ گوشت اور چکنائی والی غذاؤں کی خواہش، لیکن یہ چیزیں موافق نہ آئیں۔ گوشت سورائی مریضوں کے جسم میں تحریک پیدا کرتا ہے اور خراب حالتوں کو پیدا کرتا ہے۔ بخار میں میٹھی چیزوں سے نفرت اور کھٹی چیزوں کی خواہش۔ معدہ میں بھرے ہونے کا احساس، گیس اور معدہ کی سوزش وغیرہ تمام سورک علامات ہیں۔ ان کے ساتھ سینہ میں جلن (HEART BURN) اور منہ میں تیزابی پانی بھرنا اہمیت کی حامل علامات ہیں۔ سورا کی اکثر شکایات میں شدت کھانے کے بعد آتی ہے۔

کھانے کی چیزوں کی رغبت اور خواہش علاج کے لئے نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ خواہشات کا تقابل ادویات کے انتخاب میں بہت اہم ہے، کیونکہ سورا گرم اشیاء کی خواہش رکھتا ہے۔ سفلس ٹھنڈی اشیاء کو اہمیت دیتا ہے اور سائیکوسس گرم یا ٹھنڈی چیزوں کی خواہش رکھتا ہے۔ سورا گوشت کی خواہش رکھتا ہے لیکن سورا اور سفلس اگر ایک ہی فرد میں اکٹھی ہو کر مجموعی شکل اختیار کر لیں مثلاً تپدق کی میلان ہونا تو پھر گوشت سے نفرت بھی ہو سکتی ہے۔ معدہ کی سوزش میں سورک مریض پیٹ کا معمولی سا چھوئے جانا بھی برداشت نہیں کرتے اور وہ کسی چیز سے ذرا سا چھوئے جانے سے بھی ڈرتا ہے۔

اگرچہ سورا جسمانی ٹشوز کے اندر ساختی تبدیلیاں نہیں لاتا مگر اس سے فعلی تبدیلیاں ضرور پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا اظہار سینے کی شکایات کی شکل میں ہوتا ہے۔ مریض آکسیجن کی ناقص فراہمی کی بنا پر انیمیا (خون کی کمی) کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خون کے سرخ ذرات آکسیجن کی کمی سے متاثر ہوتے ہیں۔ سورا کا جذباتی ردعمل قدرتی عمل کو اس حد تک روک دیتا ہے کہ جسمانی افعال بگڑ جاتے ہیں اور آکسیجن کی ترسیل میں کمی سے زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

سورا کی کھانسی خشک ہوتی ہے تکلیف دہ، تشنجی اور غصہ دلانے والی ہوتی ہے۔ بلغم عموماً پتلی ہوتی ہے مقدار میں کم اور بے ذائقہ ہوتی ہے، اگر بلغم نمکین ہو، میٹھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سورا اور سفلس اکٹھی ہو گئی ہیں۔

دل کے فعل میں بھی گڑبڑ ہو تو سینے میں تیزی سے خون گردش کرتا ہے اور دل کے ڈوبنے، کمزوری

خالی پن یا بھاری پن کا احساس ہوتا ہے، ایسا احساس بھی ہوتا ہے گویا دل کے اُوپر پٹی یا بینڈ بندھا ہُوا ہے یہ میازم یا سٹگما اپنے اثرات کا معدے اور مثانے کی تکلیفوں کے ساتھ اظہار کرتی ہے اور ساتھ ہی دل کی حرکات ہتھوڑے کی مانند شدید ہو جاتی ہیں - دل کی علامات کے ساتھ ہمیشہ بے چینی اور خوف نمایاں ہوتا ہے - سورک مریض ہمیشہ ڈرتا ہے کہ اس کی موت دل کی تکلیف سے ہوگی، لیکن دل کا اسطرح کا مریض کرانک ہوتا ہے اور دیر تک زندہ رہتا ہے اور معالج کی آمدنی کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ وہ بہت سے ناخوشگوار احساسات کا شکار ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے بہت توجّہ کی ضرورت ہے اور ہمیشہ اپنا دھیان اپنے کسی ایک آدھ عضو کے بگاڑ کی طرف رکھتا ہے - اس کی یہ بے چینی اور تکلیف اسے مسلسل معالج کی ضرورت کا احساس دلاتی ہے اگرچہ اسے حقیقت میں بھی کئی تکلیفیں ہوتی ہیں مثلاً کاٹنے والا عصبی درد دل کے پاس محسوس ہوتا ہے یہ مریض سمجھتے ہیں کہ وہ مرنے لگے ہیں اور خاموشی سے لیٹ جاتے ہیں مگر خطرے کی کوئی بات نہیں ہوتی، کیونکہ وہ سورا کے مریض ہیں، بلکہ سفلس اور سائیکوسس کے مریض جو دل کی تکلیف میں مبتلا ہوں اس طرح مرتے ہیں اور اچانک بغیر کسی وارننگ کے مر جاتے ہیں - سورا کے دل کی حالتیں جذبات کی شدت غم خوشی اور خوف سے بہت متاثر ہوتے ہیں - تکالیف کھانے پینے سے بڑھتی ہیں - دل دھڑکتا ہے اور ڈکاروں سے بہت گیس خارج ہوتی ہے - بعض اوقات دل کی تیز دھڑکن سارے جسم کو ہلا دیتی ہے - سورا کا مریض اپنے دل کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہتا ہے اور ہر وقت اپنی نبض محسوس کرتا رہتا ہے -

سورا، استسقا اور جلندر سائیکوسس کے مقابلے میں کہیں زیادہ پیدا کرتا ہے - سائیکوسس کا مریض جلندر میں مبتلا ہو جانے سے پہلے بہت مرجھا جاتا ہے اور مغلوب ہو جاتا ہے لیکن جب سورا اور سائیکوسس آپس میں مل جاتے ہیں تو ڈراپسی یعنی جلندر کی شدید صورت پیدا ہو جاتی ہے -

پیٹ کھانا کھا لینے کے بعد بھرا ہُوا محسوس ہوتا ہے - پیٹ تنا ہوا محسوس ہوتا ہے - صبح کے وقت تکلیف تناؤ میں زیادتی، عضلات ڈھیلے اور پلپلے اور پیٹ کی تمام تکلیفوں میں گرمی سے کمی ہوتی ہے - سورا کے اسہال اکثر زیادہ کھانے سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ مریض ہر وقت بھوکا محسوس کرتا ہے اور ضرورت سے زیادہ کھاتا ہے اور اسطرح اپنے انہضام کو خراب کر لیتا ہے - زیادہ کھانے سے تو پیٹ کا درد ہونے لگتا ہے -

اور پانی کی طرح پتلے اسہال آنے لگتے ہیں خاص طور پر بعد دست صبح کے وقت آتے ہیں۔ یہ دست مندرجہ ذیل ادویات کی علامات سے مماثلث رکھتے ہیں۔

ایلو ALOE ۔ پوڈوفائیلم اور سلفر اور اسی طرح کئی دوسری ادویات ۔

تپدق کی صورت میں صبح کے وقت اسہال زیادہ آتے ہیں اور تپدق کی حالتیں زیادہ تر سردی سے شدید ہو جاتی ہیں۔

سورا کا اسہال تشنجی جان پیدا کرنے والا بغیر درد کے ہوتا ہے اور عموماً تکلیف کو کم کر دیتا ہے لیکن یہ اسہال مستقل نہیں رہتے ، یہ کسی خاص حالت میں نکلنے یا گرفتار ہونے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں مثلاً سردی لگ جانا، سردی سے اس تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے اور گرم چیزوں کے استعمال یا گرمی سے تکلیف کم ہوتی ہے ۔

اسمیں ہمیشہ مستقل قبض ہوتی ہے ۔ پاخانہ کم، سخت اور مشکل سے خارج ہوتا ہے اور پاخانے کی حاجت بھی نہیں ہوتی یا پھر قبض اور اسہال باری باری بھی ہوتے ہیں ۔ قبض کے ساتھ عموماً کئی اور قسم کی تکلیفیں انسان کے جسم کے دوسرے حصوں میں محسوس ہوتی ہیں یہ علامات اصل مرض سے غیر متعلقہ دکھائی دیتی ہیں لیکن درحقیقت یہ معاون یا ساتھی علامات (concomitant) ہوتی ہیں ۔ CONComitant

سورا نہ صرف دیگر امراض کی جڑ یا ام الامراض ہے بلکہ یہ ایسا مرض ہے جو نہایت قیمتی معاون علامات پیدا کرتا ہے اور موڈیلیٹیز (MODALTIES) پیدا کرتا ہے جو کہ اصل مرض کا حقیقی اظہار اور احساس ہوتی ہیں ۔ سورا کا مریض دوسرے سٹگما کی نسبت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس مرض کا ظاہری اثر کم ہوتا ہے ۔

وہ بچے جن میں سورا کا مرض پوشیدہ ہو اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بچے کو سردی لگ جائے تو پیشاب بند ہو جاتا ہے ، یہ حالت بوڑھے لوگوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے ۔ اس کی ایک متضاد حالت چھینکنے، کھانسنے یا ہنسنے سے پیشاب کا نکل جانا ہے ، یہ بھی سورا کی علامات ہیں ، پیشاب کرنے سے جلن اور کترن محسوس ہوتی ہے ، لیکن یہ حالت بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتی ۔

سورا کی بہت سی علامات جنسی دائرہ عمل میں بھی آتی ہیں خاص طور پر زنانہ جنسی اعضاء پر اسکا نمایاں ہوتا ہے ۔ مثلاً یہ فعلی بگاڑ جذبات اور حیض کی تکالیف اور حیض کے رک جانے اور اسی طرح کے دوسرے نتائج

بھی پیدا کرتا ہے۔ ہانیمن بتلاتے ہیں کہ غم اور فکر مثلاً ناخوشگوار شادی اس قسم کی خطرناک صورتِ حال سورائی مریضوں میں زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ دیگر مشکلات جن میں ماحول سے متعلقہ مشکلیں بھی شامل ہیں اتنی زیادہ تکلیف کا باعث نہیں بنتی۔ یہ بات آسانی سے دیکھی جا سکتی ہے کہ نظامِ اعصاب سے نزدیکی رشتہ رکھنے والے اعضاء کے افعال اس سے بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

سورا کے مریضوں میں جلد خشک۔ کھردری۔ میلی اور غیر صحت مند دکھائی دیتی ہے۔ حقیقت میں سورا کی امتیازی دوا سلفر ہے، اگرچہ یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ سلفر اس طرح کے تمام کیسز کو شفا بخشے گی اور نہ ہی سلفر کے دائرۂ کار میں استعمال کو صرف سورک مریضوں تک محدود کرنا درست ہے لیکن اگر ہمیں صرف ایک دوا کے لئے محدود ہونا پڑے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس قسم کی سٹگما کی تصویر سلفر سے بے حد مشابہ ہے اور یہ مشابہت اس قدر زیادہ ہے کہ بہت سے حالات میں سلفر اور سورا ایک دوسرے کی ہو بہو تصویر بن جاتی ہیں۔ دیکھنے میں سورائی مریض بہت زیادہ میلے، نہانا ناپسند نہ کرنے والے ہوتے ہیں اور نہلانے سے جلد کھردری اور حساس ہو جاتی ہے۔

تمام سورائی حالتوں میں خارش ایک مستقل علامت کی حیثیت رکھتی ہے۔ پیپ پڑنے کا رجحان بہت کم ہوتا ہے، کچھ آبلے موجود ہو سکتے ہیں لیکن پھنسیاں موجود ہوتی ہیں۔ سورائی دانے نظر آنے والے رنگ کے نہیں ہوتے صرف کھردرے پن سے نظر آتے ہیں۔ جب تک بہت زیادہ سوجن نہ ہو وہ جلد کی رنگت کے رہتے ہیں۔ خشک جلد کی وجہ سے باریک اور تیلے چھلکے اترتے ہیں۔ دانے خشک ہو کر چھلکے بن جاتے ہیں اور جلد سے اتر جاتے ہیں۔

سرخباد کا اظہار سورا اور سائیکوسس کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔

اگر بنیادی طور پر سورا کے مرض کے ساتھ سفلس کے مرض کا اثر بھی ہو جائے تو مریض آبلہ دار جلد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں کیونکہ ان دونوں میازم کا ملاپ ایک ایسی زمین فراہم کرتا ہے جس پر آبلے آسانی سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں کے ملاپ کے بغیر سورائی مریض آبلوں (IMPETIGO) کا شکار نہیں ہوتا۔

سورا کے مریض میں معمولی بیماری کے ساتھ بھی سردی کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ سر درد کے ساتھ جسم برف کی طرح سرد ہو جاتا ہے۔ جو سر درد سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے اور اس تکلیف میں کام کرنے سے اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ خاموش لیٹنے اور گرم ہونے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔

جدید طبی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ آدھے سر کا درد (MIGRAINE) جذباتی بحران کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہانیمن کے قوانین اور اصولوں کی تصدیق ہے کہ سورک مریضوں میں غم فکر اور اسی قسم کے دوسرے جذباتی احساسات سر درد کا باعث بنتے ہیں۔

سورک مریضوں کے لیئے ساکن کھڑے رہنا موت ہوتا ہے، اُسے کھڑے رہنے کی بجائے حرکت میں رہنا چاہیئے خواہ وہ قلیل مدت کے لیئے اپنے پاؤں پر کھڑا کیوں نہ ہُوا ہو، لیکن وہ کھڑا اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر وہ کسی چیز کا سہارا لیکر کھڑا ہو اور پاؤں پر وزن نہ ڈالے۔ ایسا جسم کے اعضاء میں تبدیلیوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی بے چین فطرت بھی اس چیز کی وجہ بنتی ہے۔ ٹخنوں کے جوڑ کی کمزوری اسباب کا یقینی ثبوت ہوتی ہے کہ سورا کے ساتھ سفلس سنگما بھی مل چکی ہے۔ کہ

باب ۲۴

سورا یا ڈیفی شینسی

ہانیمن کے سورا کے بارے میں نظریہ کے بارے میں تنقید اور غصّہ ایک حد تک قائم رہا ہانیمن کے وہ دلائل جن کی بنا پر اُس نے سورا کا نظریہ پیش کیا ان پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے ہانیمن کی پیروی کرنا ممکن نہیں۔ لیکن ہمارے پاس ہانیمن کا اپنا بیان موجود ہے کہ " وہ چیز جسے میں نے سورا کا نام دیا اُس کی گروپ بندی پر برسوں صرف ہوئے "۔ ہانیمن کے دلائل کی صداقت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن جدید علم کی روشنی میں جو نئے دلائل سامنے آتے ہیں ان کا اُس نظریہ پر حملہ آور ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ آئیے جدید علم کی روشنی میں اس نظریے کی جانچ پڑتال کریں۔

ان تمام علامات کے بارے میں ذکر ہو چکا ہے جو سورا گروپ سے متعلق ہیں۔ بوننگھسن کی اینٹی سورک ادویات کی لسٹ کو دیکھتے ہوئے آئیے اپنے مسائل کا حل اسی طرح ڈھونڈنے کی کوشش کریں جسطرح حساب کا سوال حل کیا جاتا ہے۔ ادویات کی یہ لسٹ پچاس دواؤں پر مشتمل ہے اور یہ ہانیمن کے زمانہ میں ہی شائع ہو گئی تھی اور اس وقت سے یہ ادویات نہایت کامیابی سے سورائی حالتوں کے علاج کے لئے استعمال ہو رہی ہیں۔

۱۔ ایگریکس ۲۔ ایلومینا ۳۔ امونیم کارب ۴۔ امونیم میور ۵۔ اینا کارڈیم ۶۔ آرسینک البم ۷۔ آرم ۸۔ برٹیا کارب ۹۔ بیلاڈونا ۱۰۔ بوریکس ۱۱۔ بووسٹا ۱۲۔ کلکیریا کارب ۱۳۔ کاربوانیملیس ۱۴۔ کاربوویج ۱۵۔ کاسٹیکم ۱۶۔ کلیمیٹس ۱۷۔ کالوسنتھ ۱۸۔ کونیم ۱۹۔ ڈیجیٹیلس ۲۰۔ ڈلکامارا ۲۱۔ یوفریشیم ۲۲۔ گریفائیٹ ۲۳۔ گرائیکم ۲۴۔ ہیپرسلفر ۲۵۔ آیوڈین ۲۶۔ کالی کارب ۲۷۔ میگنیشیم کارب ۲۸۔ میگنیشیم میور ۲۹۔ میگنیشیم ۳۰۔ میزریم ۳۱۔ میوریٹک ایسڈ ۳۲۔ نیٹرم میور ۳۳۔ کالی نٹ۔

۳۴ - نائیٹرک ایسڈ ۳۵ - پٹرولیم ۳۶ - فاسفورس ۳۷ - فاسفورک ایسڈ - ۳۸ - پلاٹینم ۳۹ - روڈوڈینڈران
۴۰ - سارسپریلا ۴۱ - سیلیکا ۴۲ - سیپیا ۴۳ - سیلیشیا ۴۴ - سٹینم ۴۵ - سٹرونشیئم ۴۶ - سلفر
۴۷ - سلفیورک ایسڈ - ۴۸ - زنکم ۴۹ - لائیکوپوڈیم ۵۰ - میگنیشیم -

ان ادویات میں سے سولہ (۱۶) ادویات یقینی طور پر عالم نباتات سے، ایک عالم حیوانات سے اور باقی کی ۳۳ ادویات یا تو کیمیائی عناصر یا پھر غیر نامیاتی عناصر یا پھر ان عناصر کے ملاپ سے بنتی ہیں۔ (یا پھر اسطرح ریڈکشن کے عمل سے گزر کر بنتی ہیں کہ وہ تنہا عنصر کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے مثلاً کاربوز carbons) -

ان میں سے تین ادویات (بریٹا - پلاٹینم اور آرم) ایسی ہیں جو ایسے کیمیائی عناصر کے زمرے میں آتی ہیں جو جسم کی ترکیب میں استعمال ہونے والے ضروری عناصر سے زیادہ ایٹمی وزن رکھتی ہیں یہ تینوں ادویات جو عناصر کے اُس گروپ سے تعلق رکھتی ہیں جن کا ایٹمی وزن جسم کی ساخت میں استعمال ہونے والے عناصر سے زیادہ ہے - اینٹی سلفٹیک کلاس سے تعلق رکھتی ہیں، ایسا اینٹی سورک کیسز ہیں جو جنسی امراض کے ساتھ نہ مل گئے ہوں ان کے لئے اگر ان ادویات کا استعمال کیا جائے تو ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ کس طرح ان ادویات کو اینٹی سورک کیس کے مطابق ڈھالا گیا ؟

آیئے کچھ وقت کے لئے ان تین ادویات کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہم باقی ادویات کے بارے میں اپنے نظریئے کی صداقت کو جانچیں -

ان میں سے تیس ۳۰ یا کچھ کم و بیش عناصر ایسے ہیں جن کے بارے میں مختلف محققین نے تصدیق کی ہے کہ وہ جسم انسانی میں پائے جاتے ہیں - اسبات کی بھی یقینی طور پر تصدیق ہو چکی ہے کہ ان میں سے بہت سے عناصر تو ایسے ہیں جو جسم انسانی کیلئے انتہائی ضروری ہیں - آیوڈین جس کا ایٹمی نمبر ۵۳ ہے اسے ان ضروری عناصر میں سب سے وزنی ایٹمی نمبر والے عنصر تصور کیا جاتا ہے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے صرف تین عناصر ایسے ہیں جو آیوڈین سے زیادہ ایٹمی وزن رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں ہی سوال اٹھایا گیا ہے

ذیل میں دیئے گئے عناصر کی لسٹ جو جسم انسانی میں پائے جاتے ہیں عناصر کی اس لسٹ کی تیاری میں کئی ذرائع استعمال ہوئے ہیں - یہ بات قابلِ غور ہے کہ محققین کی نظر میں یہ تمام کے تمام عناصر جسم

ہیں تعمیری کام انجام نہیں دیتے ہیں یا پھر ان کی موجودگی ہی جسم میں ثابت نہیں ہوئی اور نہ ہی تمام عناصر ایٹمی وزن کے لحاظ سے ۵۳ عناصر میں شامل ہیں۔

۱۔ ہائیڈروجن ۳۔ لیتھیم ۶۔ کاربن ۷۔ نائٹروجن ۸۔ آکسیجن ۹۔ فلورین ۱۱۔ سوڈیم ۱۲۔ میگنیشیم ۱۳۔ ایلومینیم ۱۴۔ سلی کون ۱۵۔ فاسفورس ۱۶۔ سلفر ۱۷۔ کلورین ۱۹۔ پوٹاشیم ۲۰۔ کیلشیم ۲۲۔ ٹی ٹینیئم ۲۵۔ مینگانیز ۲۶۔ آئرن ۲۷۔ کوبالٹ ۲۸۔ نکل ۲۹۔ کاپر ۳۰۔ زنک ۳۲ جرمینیم ۳۳۔ آرسینک ۳۵۔ برومین ۵۰۔ ٹن ۵۳۔ آیوڈین۔

مودرکس کہتے (Applied Biochemistry) کہ کوئی بھی غیر عامل عنصر جسم میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً آرگون[ٹ] وہ عناصر جو تابکار کہلاتے اور ٹوٹنے کے عمل سے گزر رہے ہوتے ہیں، جسم میں نہیں پائے جاتے جسم میں پایا جانے والا سب سے بھاری عنصر آیوڈین ہوتا ہے۔ بھاری عنصر مثلاً لیڈ اور نوبل دھاتیں جسم میں نہیں پائی جاتیں۔ اس سلسلے میں دو وضاحتیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱:۔ پہلے بیان کے مطابق جسم میں عناصر کی تقسیم ایک تاریخی معاملہ ہے اور یہ عناصر کے ارتقاء کا مظہر ہے جبکہ صرف وہی عناصر وجود میں آتے تھے جو آیوڈین سے ہلکے تھے۔ یہ خیال درست نظر نہیں آتا۔

۲۔ دوسرا نظریہ ہے کہ ہلکے عناصر زمین کی سطح کے قریب ترین اسلئے، جسم انسانی کے استعمال کے لئے تھے
آسانی سے فراہم ہو سکتے تھے جیالوجی (علم طبقات الارض) کے عالم کہتے ہیں کہ بھاری عنصر زمین کے اندر گہرائی میں خاص کر مرکز کی جانب واقع ہیں۔ کیونکہ زمین کے کل وزن کا مطالبہ یہی ہے کہ بھاری عناصر زمین کے مرکز میں ہوں۔

لہذا ہمیں اوپر بیان کی گئی لسٹ میں آرگون (۱۸) اور نائٹروجن (۷) کو بھی شامل کرنا ہوگا کہ یہ بھی کسی حد تک باقاعدگی سے جسم میں ظاہر ہوتی ہے۔ قلیل ترین مقدار (دوا) کے بارے میں ہمارا تجربہ گاہ کے تجزیئے سے بالاتر ہے۔ اسلئے ہم یہ کہنے کی جسارت کسطرح کر سکتے ہیں کہ کوئی مادہ جس کی مقدار خواہ کتنی ہی کم کیوں نہ ہو جسم میں کوئی فعل انجام نہیں دیتا۔

تابکار عناصر کے بارے میں ہمارا علم یہ بتاتا ہے کہ جسم کی ساخت میں یہ عناصر اسلئے شامل نہیں ہوئے کہ یہ عناصر یقینی طور پر تباہ کن اثرات کے حامل ہیں یہ سفلیٹک قوتوں کے نمائندہ ہیں لہذا ان کو انٹی

ٹ۔ آرگون ہوا کے ساتھ جسم میں جاتا ہے۔ لیکن نائٹروجن کی طرح یہ بھی جسم میں بغیر عمل کئے رہتا ہے۔

سفلیٹک گروپ میں رکھنا چاہیئے۔

بہرصورت ہم اُن عناصر کے بارے میں بیان کر رہے ہیں۔ جو ابتدائی مادہ یا مرکب کی شکل میں یقینی طور پر تعمیری ہیں ہم اپنے نظریے کی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورا اور ڈیفی شینسی (یعنی نامناسب Excess and Deficiency in properly متوازن حالتوں میں ایک ہی چیز fed balanced essentials, are one and the same. اگر یہ کہا جائے کہ دونوں یکساں قسم کی تکلیفیں نہیں ہیں تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ سورا کی شکایت کیلئے ایک اہم حل موجود ہے مگر اس کے لیئے گہرے مشاہدے اور علم کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ جسم انسانی کے اندر قدرت نے یہ قوت پیدا کی ہے کہ وہ سورا کا فتور پیدا کرنے والے مادوں کو جڑ پکڑنے نہیں دیتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود جذباتی یا اور قسم کا دباؤ صحت مند و توانا جسم کے اندر سورک مادوں کی تعمیر کرتے ہیں اور اسی نقطے پر ہمارا یہ نظریہ کہ "سورا ڈیفی شینسی ہے" ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً بیشتر وہ حالتیں جن میں نفسی علامات کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر ان علامات کے پیدا ہونے کا سبب معلوم کیا جائے تو اکثر و بیشتر یہ علامت نامناسب تنفس کی وجہ سے تشکیل پاتی ہیں اور غیر مناسب یا معمول کے خلاف سانس لینے کی عادتوں کی بنیاد عموماً جذباتی وجہ ہی ہوتی ہے جو کہ سانس کے تسلسل کو نارمل نہیں رہنے دیتی۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سانس لینے کی عادت تو نارمل ہو مگر عرصہ دراز تک بند اور غیر ہوادار کمرے میں رہنے کی وجہ سے سانس کی تکلیف پیدا ہوئی ہو۔

جسم انسانی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھالنے کی خصوصیت رکھتا ہے۔ لیکن غیر فطری اور مجبوری کی حالتوں میں جب جسم زندگی کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ نازک اور مغلوب کر لینے والے حالات علامات کا ایک ایسا سلسلہ پیدا کرتے ہیں، جنہیں ہانیمن نے سورا کا نام دیا ہے۔

بائیوکیمسٹری کے طلباء جن جسمانی عناصر کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں، وہ ہائیڈروجن، آکسیجن، کاربن، نائٹروجن، فلورین، سوڈیم، میگنیشیم، سلی کون، فاسفورس، سلفر، کلورین، پوٹاشیم، کیلشیم، میگانیز، آئرن، کوپر، زنک، آرسینک اور آیوڈین ہیں۔ کیمیادان ان مادوں کی جسم انسانی میں موجود فیصد مقدار معلوم کرنے کے قابل ہیں، خواہ یہ مادے کتنی ہی قلیل مقدار میں موجود کیوں نہ ہوں۔ مثلاً آرسینک جسم میں نہایت قلیل مقدار میں پایا جاتا ہے، اس کی تھائیرائیڈ گلینڈ اور دماغ میں مقدار 0.000001

اور جگر میں 0.000,0019 فیصد ہے۔ جسم کے اندر پائے جانے والے کئی عناصر کے ساختی یا تعمیری افعال بیان کرنا آسان ہے مثلاً کیلشیم مگر عمارت تعمیر کرنے کیلئے صرف اینٹیں اور گارے کی ضرورت نہیں ہوتی اور بھی کئی چیزیں درکار ہوتی ہیں مثلاً میگنیشیم جسم کے تمام حصوں میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً دل میں پھیپھڑوں میں غدودوں میں۔ عضلات میں اور دماغ میں۔ اس کی مقدار بھی نہایت درستگی کے ساتھ معلوم ہو چکی ہے۔ لیکن اسکے باوجود اگر ایک انسان کی غذا میں میگنیشیم بالکل نہ ہو تو انسان تشنج اور اینٹھن میں مبتلاء ہو جاتا ہے۔ ٹن (Sn) جو نہایت خفیف مقدار میں زبان اور دماغ میں پایا جاتا ہے، اس کا تعلق یقینی طور پر ذائقہ کی حس کے ساتھ ہے۔ کوبالٹ اور نکل جو پنکریاز میں پائے جاتے ہیں اگر ان کی کمی ہو جائے تو ذیابطیس پیدا ہو جاتا ہے۔

مینگانیز آئرن کے ساتھ مل کر جسم انسانی کی تقریباً تمام بافتوں میں پایا جاتا ہے۔ سائنسدانوں نے معلوم کیا ہے کہ جانوروں کے جسم میں مینگانیز کی عدم موجودگی نر میں بانجھ پن اور مادہ میں بچوں کی محبت ناپید کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مادہ اپنے بچوں کی طرف جبلی توجہ نہیں دیتی اور اسطرح بچے چند ہی گھنٹوں میں مر جاتے ہیں۔ میکولم (McCOLLUM) بتاتا ہے کہ جب احتیاط سے تیار کی گئی، مینگانیز سے مبرا غذا میں اگر ایک فیصد کا پانچ ہزارواں حصہ مینگانیز شامل کر دی جائے تو وہ تمام شکایتیں دور ہو جاتی ہیں۔ لیکن ریمن (REIMEN) اور منٹ (MINOT) کہتے ہیں کہ مینگانیز کی مناسب مقدار خام حالت میں عرصہ دراز تک کتوں کو کھلانے سے بھی ان کے خون کے اندر اور بافتوں میں مینگانیز کی مقدار تبدیل نہ ہو سکی اور نہ ہی اس سے کوئی بیماری کی علامات پیدا ہوئیں۔

ان غیر نامیاتی عناصر کے تعمیری افعال کی حد بندی کو سمجھنا آسان ہے لیکن پوشیدہ اور دھوکہ میں رکھنے والے اثرات (جیسا کہ مینگانیز کے مشاہدے سے پتہ چلا ہے) ہمارے دعوے کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی مادے کی زیادہ مقدار رکھنے یا اس مادے کے عدم استعمال سے سودا کی تکالیف پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بہت سے احساسات اور انتہائی اہم فعل بگاڑ سودا کا باعث بنتے ہیں۔ اسی فریب دینے والے دائرہ عمل میں ہمیں انتہائی ضروری تعمیری افعال اور اینٹی سوک ادویات کے درمیان رابطہ کا پتہ چلتا ہے۔ چونکہ سودائی حالتیں اکثر افعال سے منسلک ہوتی ہیں اسلئے یہ سب سے پہلے جسم کے نظامِ اعصاب اور جذباتی سطح کو متاثر کرتی ہیں۔ ان باتوں کے پیش نظر کیا ہم یہ

سمجھنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ ان تمام حالتوں کی وجہ ان عناصر کا جسم میں عدم توازن اور ان کا جزوِ بدن نہ بننا اور ان کا جسم میں موجود نہ ہونا ہے۔؟

ان عناصر کے تعمیری فعل (جیسا کہ تجربہ گاہوں کے طریقۂ کار سے معلوم ہوا ہے) اور انتہائی اہم اظہار علامات (جو کہ ہومیوپیتھک ادویات کی پوٹینسیوں کی پروونگ سے حاصل ہوئیں) آیئے ایک مرتبہ پھر مینگانیز پر نظر ڈالیں۔

ریمن (REIMAN) اور مائینٹ (MIDIOT) جے بایالوجیکل کیمسٹری (J.BIOLOGI-CAL CHEMISTRY) میں لکھتے ہیں کہ (مینگانیز) جسم کی تمام بافتوں میں پائی جاتی ہے اور جگر کے اندر اس کی مقدار دوسرے اعضاء کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ جے۔ ایچ۔ کلارک ڈکشنری آف دی میٹریا میڈیکا میں لکھتے ہیں کہ (مینگانیز) سوزش پیدا کرتی ہے اور جگر کی چکنائی کو ختم کر دیتی ہے خون میں ہم آئرن کے ساتھ اس کا تعلق پہلے دیکھ چکے ہیں اور ہومیوپیتھی میں اس کا کئی خون کے ساتھ بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ ہم نے تجرباتی طور پر اس کی عدم موجودگی میں مامتا کے جذب کا فقدان دیکھا ہے۔ کلارک ہمیں اس کی پہلی ذہنی علامات بتلاتے ہیں کہ اس کی کمی، چڑچڑاپن اور کم گویائی، اپنی ذات میں گم رہنا جیسی علامات پیدا کرتی ہے، اگرچہ، بانجھ پن جیسی علامات ثابت شدہ نہیں ہیں لیکن کلارک کہتا ہے کہ جنسی اعضاء میں کمزوری کا احساس پیدا کرتی ہے۔

غذا میں کاربوہائیڈریٹس کی ضرورت کے بارے میں میکولم (Mccollum) فوڈ نیوٹریشن اینڈ ہیلتھ میں) لکھتا ہے کہ انتڑیوں کی دیواروں میں غذا کے انہضام اور انجذاب کے دوران تمام قسموں کے کاربوہائیڈریٹس گلوکوز میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور گلوکوز وہ شکر ہے جو ہمیشہ خون کے اندر موجود رہتی ہے۔ اگرچہ خون میں اس کی مقدار خون کے ۱۰۰۰ (ایک ہزار) حصوں میں صرف ایک حصے کے برابر ہوتی ہے، یہ شکر وہ ایندھن ہے جو عضلات کے اندر جل کے (OXIDATION)، توانائی کا اخراج کرتی ہے جو جسم کو حرارت مہیا کرتی ہے جس سے عضلات کام کرتے ہیں۔

عنصر کاربن کی عام شکل جو جسم انسانی میں پائی جاتی ہے وہ کاربوہائیڈریٹ ہیں اور اسی شکل میں اس کا انہضام بھی ہوتا ہے۔ یہ فزیالوجیکل دائرہ عمل ہے۔ آیئے اب کاربن کے اس فعل کی طرف توجہ دیں جو اسے اینٹی سورک ادویات میں شامل کرتا ہے۔ بورنگھسن کی لسٹ میں کاربن، امونیم کارب۔ بریٹا کارب۔ کلکیریا کارب۔ کاربو انیملس۔ کاربو ویج۔ گریفائٹس۔ [illegible]

اور سیپیا۔ ان تمام ادویات میں کاربن موجود ہے اگرچہ وہ دوسرے عناصر کے ساتھ ملاپ کی صورت میں موجود ہے۔ سرسری جائزہ لینے والے میٹریا میڈیکا کے طالب علم سیپیا کو اس لسٹ میں دیکھ کر حیرانی کا اظہار کر سکتے ہیں لیکن دراصل سیپیا بھی حیوانی کاربن ہے۔

اگرچہ ہمارا یقین ہے کہ بیریم (BARIUM) واقع طور پر اینٹی سفلیٹک دواؤں کے گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن بریٹا کارب کی صورت میں اس کا تعلق کاربن گروپ سے ہے جس وجہ سے یہ دوا اینٹی سورک یا ڈیفی شینسی گروپ سے بھی تعلق رکھتی ہے کاربو انیملیس اور کاربو ویج ہومیوپیتھی کی نہایت بہترین علامات کا اظہار کرتی ہیں۔ ان کی خصوصیات صرف ایک لفظ سے بیان ہو سکتی ہیں اور وہ لفظ ہے (BURNED OUT) جلی ہوئی یعنی جل بجھی توانائی اور اس کے نتائج جسم میں حرارت کا فقدان اور عضلاتی توانائی کا فقدان جو دماغی حلقہ کو بھی متاثر کرتی ہے۔ خواہ اسکی وجہ حیوانی مائع کا ضائع ہونا یا پھر جذباتی، ذہنی یا جسمانی دباؤ ہے۔ یہ وہ سرخ فیتا ہے جو کاربن کے مرکبات کی پروونڈ (PROVED) شدہ علامات کو یکجا کرتا ہے۔

یہ علاماتی فیتا کاربن خاندان کی دواؤں میں ہر ایک دوا کے دائرہ عمل سے گزرتا ہے۔ یہ دائرہ عمل ذہنی۔ اخلاقی اور تمام جسمانی فیلڈز میں قابل عمل ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ یہ مرکبات فزیالوجیکل شکل میں جسم کے پورے نظام میں موجود ہیں۔ لہذا ان کی علامات بھی ہمیں تمام جسم کے اندر دکھائی دیتی ہیں۔

کیلشیم جو کہ ہڈیوں کی ساخت کا اہم حصہ ہے۔ اس کی قلیل مگر مستقل مقدار کا خون کے اندر ہونا ضروری ہے۔ ہومیوپیتھک میٹریا میڈیکا میں کلکیریا گروپ لمفائی غدودوں کی ٹی بی۔ بچوں میں رکٹ کی بیماری، بڑے سر اور کھوپڑی کے جوڑ کھلے ہوئے اور اسی طرح کی بہت سی علامات جن کا ذکر ان علامات کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔ جو سورا کی پہچان کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ میکلم (McCOLLUM) بتاتا ہے۔ کہ غذا کے اندر کیلشیم کی کافی مقدار نہیں پائی جاتی، انسانی شیر خوار بچے اکثر رکٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کو کیلشیم کی مناسب مقدار میسر ہو رہی ہوتی ہے مگر وٹامن ڈی اور سورج کی روشنی نہ ملنے کی صورت میں رکٹ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس پیراگراف کا آخری فقرہ "کہ جب انہیں سورج کی روشنی نہ ملنے) ... ظاہر کرتا ہے کہ ہانیمن نے غیر فطرتی اور ناخوشگوار ماحول کو قوت حیات کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا تھا اور یہ بات درست ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم بہت سی ادویات کی علامات کا مقابلہ جسم کے اندر موجود عناصر سے اسلئے کریں کہ ہم اپنے اس خیال کی تصدیق کر سکیں کہ سورا اور ڈیمنیشنسی (ذکی) ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہیں کیونکہ ہر ذی شعور طالب علم بذات خود ایک میٹریا میڈیکا میں ادویات کے تقابل کو دیکھ کر مزید تصدیق کر سکتا ہے۔

آج کے دور میں کسی مریض کو جذباتی اور معاشی دباؤ سے آزاد ہو کر سادہ اور فطرتی ماحول میں رہتے ہوئے تقریباً ناممکن ہے اور نہ ہی اسے گھر سے باہر رہنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں، جہاں وہ سادہ قدرتی اور ملاوٹ سے پاک غذا استعمال کر سکے، جس میں ضروری غذائی عناصر با افراط موجود ہوں۔ اگر اس قسم کے حالات کا مشاہدہ کیا جائے تو انسانی جسم اور ذہن کی لچک کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ کس طرح انسانی جسم مناسب حالات میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی خصوصیت رکھتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دور جدید کی زندگی اور معاشی حالات کا غیر ضروری دباؤ سورا سے کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ہم یہ بات پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ جذباتی دباؤ سورا کی پیداوار کا اہم فیکٹر ہے، کیونکہ یہ دباؤ جسم کی فطرتی ضروریات کو پورا ہونے کے راستے میں زبردست رکاوٹ بنتا ہے۔ زندگی کی گہما گہمی ہمارے گہرے سانس لینے کے فطرتی عمل میں رکاوٹ بنتی ہے۔ گھڑی کی طرف لوگوں کا بار بار دیکھنا، گاڑی میں سوار ہونے کی جلدی جیسے افعال اکثر و بیشتر جسم کے اخراجی افعال کو متاثر کرتے ہیں۔ آج کے دور میں تقریباً ہر بات کے لئے بے چینی بہت خطرناک ہے اور اس سے ہمارے ضروری آرام و سکون میں خلل پڑتا ہے اور یقینی طور پر ہمارا آرام و سکون بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

یہ تمام حالات روح، ذہن اور جلد کے نازک توازن پر بوجھ ڈالتے ہیں، خاص طور پر اس وقت جبکہ وراثت میں بھی جسم کے حالات کے مطابق ڈھلنے کی خصوصیت موجود ہو تو سوائے پریشانیوں میں مزید اضافے کے اور امید نہیں رکھی جا سکتی۔ اور اگر حالات اسی طرح کے برے رہے اور ہم اپنی آئندہ نسل کو اس قسم کی کمزوری، رد عمل، ذہنی اور جسمانی دباؤ کی سی چیزیں منتقل کریں گے تو ان سے کیا امید وابستہ کر سکتے ہیں جبکہ ہم ان کے جسم میں ایک ایسی کمی منتقل کر دیتے ہیں جو ان کو مستقبل میں اس قابل نہیں چھوڑے گی کہ وہ فطرتی وسائل سے ان ضروری عناصر کو اپنے جسم کی نشوونما کے لئے حاصل کر سکیں اور جب ہم رہنے سہنے کے ان مصنوعی طریقوں پر غور کرتے ہیں [illegible]

سَودا کے اظہار کا یہ رجحان خواہ (عناصر) کے جزوِ بدن نہ بننے کی وجہ سے ہو یا پھر جسم ہی اس
قابل نہ ہو کہ یہ عناصر جسم کا حصّہ بن سکیں ، دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہوگا اور یہ بگاڑ اسی طرح
موجود رہے گا اگر اس کو قدرتی طریقوں سے طرزِ رہائش اور پوٹینٹائزڈ ادویات کے استعمال سے
نہ سنبھالا جائے ۔

باب ۲۵

پوشیدہ سورا کے چند مظاہر

پچھلے باب میں آپ نے سورا کے شدید اظہار کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کیں شدید امراض جو جلد ہی اپنا اظہار کرتے ہیں، ان کا سراغ لگانا آسان ہے۔ مگر اکثر قوتِ حیات سورا کے زہر کو جسم کے اندر بھی چھپائے رکھتی ہے اور یہ زہر بغیر کوئی تکلیف پیدا کئے برسوں تک جسم میں پوشیدہ رہ سکتا ہے اور اس کی موجودگی سوائے ماہر معالج کے کوئی نہیں جان سکتا جو کہ سورا کو پوشیدہ حالت میں بھی سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور خواہ مریض کو بظاہر کوئی تکلیف نہ ہو۔

اس پوشیدہ حالت سے سورا کے بیرونی شدید مظہر کے لئے قوتِ حیات کا معمولی صدمے دوچار ہونا ہی کافی ہوتا ہے۔ یہ شدید بیرونی اظہار مختلف وجوہات میں سے کسی بھی ایک وجہ سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی حادثہ کی وجہ سے۔ درجہ حرارت سے متاثر ہونے یا پھر کسی بھی اور معمولی وجہ سے سورا شدت کے ساتھ اپنے زہریلے اثر کا بیرونی اظہار کر دیتی ہے۔ اب یہ معالج کا کام ہے کہ وہ مریض کے ساتھ اس کی پوشیدہ حالتوں کے بارے میں بھی استفسار کرے تاکہ وہ پوشیدہ مرض کا علاج اس بیرونی اور شدید مرض کے ساتھ ہی کر سکے۔ اگر معالج یہ طریقہ کار استعمال کرکے کامیاب ہوتا ہے تو وہ قوتِ حیات کی مدافعتی طاقتوں کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے اور سورا کا قلع قمع کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔

سورا کی طاقتور ترین خصوصیات میں سے ایک خصوصیت پوشیدہ ذہنی حالت ہے۔ سورا کے مریض ذہنی طور پر بہت چست و چالاک ہوتے ہیں۔ وہ اپنی حرکات و سکنات میں تیزی اور چستی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ خصوصیت ان مریضوں میں بہت نمایاں ہوتی ہے اور خاص طور پر دماغی کارکردگی اور دماغی بیداری

قابلِ دید ہوتی ہے وہ تھوڑی دیر کے لئے تو ٹرائے کے باشندوں (TROJANS) کی طرح سخت محنت کرے گا لیکن تھک جاتا ہے اور مکمل طور پر بے دم سا ہو جاتا ہے۔

سورا کے بالغ مریض اپنے ذہن کو کام پر مرکوز نہیں رکھ سکتے۔ اُن کی سوچیں ایک رُخ سے دوسرا رُخ اختیار کرتی رہتی ہیں۔ وہ لگن سے کام نہیں کر سکتے کیونکہ اُن کی سوچوں کی رفتار اُن کے کام کی رفتار سے کہیں تیز ہوتی ہے اسلئے وہ پریشان ہو جاتے وہ سوائے مختصر مدت کے زیادہ دیر سوچ نہیں سکتے، کیونکہ سوچیں اسقدر تیزی سے آتی ہیں کہ وہ اُن کے بیچ میں اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔ ان کی دماغی حالت کی طرح جسمانی حالت بھی اسی مشکل سے دوچار ہوتی ہے۔ وہ مستقل مزاجی سے کام نہیں کر سکتے، وہ ایک ہی جگہ پر رہ کر زیادہ دیر تک کام نہیں کر سکتے۔ وہ بے چین طبیعت کے مالک ہوتے ہیں، وہ اسباب کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں، وہ کام شروع کرتے ہیں لیکن ختم نہیں کر پاتے اسلئے کہ وہ جلد اُکتا جاتے ہیں۔ اپنی بے چینی، بے قراری اور فکر میں وہ نچلے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ ان کی یہ بے چینی نئے چاند کی تاریخوں میں قابلِ غور ہوتی ہے۔ عورتوں میں یہ حالت حیض شروع ہونے کے دنوں میں ہوتی ہے۔

مزاج میں بغیر کسی ظاہری وجہ کے تبدیلی آ جانا، اس سائیکل کی علامات کا حصّہ ہے۔ وہ ہسٹریکل ہو جاتے ہیں اور انہیں غصّے کے دورے پڑتے ہیں، نوجوان خاص طور پر شدید کمزوری پیدا کرنے والی بیماریوں کے بعد ہسٹیریکل ہو جاتے ہیں۔ سورا کے مریض کو غصے کے دورے پڑتے ہیں لیکن خالص سورک مریضوں میں کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خواہش نہیں ہوتی، لیکن اگر سورا سفلس یا سائیکوسس کے ساتھ مل جائے تو پھر دوسروں کو نقصان پہنچانے حتیٰ کہ مارنے تک کی خواہش بھی پائی جاتی ہے۔

سورا کی تباہ کن علامات کو بیدار کرنے کے لئے غم اور فکر بہت بڑی قوت کا کام دیتے ہیں، یہ جذبات خاص طور پر مرض میں شدت پیدا کرتے ہیں اور غم و الم میں مبتلا لوگ اکثر فوری طور پر کسی شدید بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سورا کے مریضوں پر روحانی طور پر بہت مایوسی چھائی رہتی ہے۔ اگر کوئی عورت بیمار ہو تو وہ اچانک چیخیں مار مار کر رونے لگتی ہے اور اسطرح اس کی حالت سنبھل جاتی ہے، ایسے مریض جب بھی کسی

مایوسی کا شکار ہوں تو سب کو اُن کی اس حالت کا علم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے غم کو خاموشی سے برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ مایوسی کا شکار مریض جاگنے پر دل کی دھڑکن کو محسوس کرتے ہیں اور وہ دل کی دھڑکن سے فکرمند اور پریشان ہو جاتے ہیں اور دل کے ارد گرد سکڑن محسوس کرکے اور خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کو گرمی کی لپٹیں محسوس ہوتی ہیں مایوسی کی حالت مزاجی چڑچڑاپن اور غصے کے دوروں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ پھر اچانک وہ ان حالتوں سے باہر آجاتا ہے اور بالکل مختلف شخص نظر آتا ہے۔

سورک تکلیف میں ایسی قوت پائی جاتی ہے کہ اس قوت کے مقابلہ کے لئے ایسی بالمثل دوا کی ضرورت ہوتی ہے جو ذہنی علامات میں اس سے مشابہ ہو اور جو اس مِشما پر غالب آسکے۔ سورائی تکلیفوں کا اخراجی عملوں سے سکون ملتا ہے مثلاً دست آنے سے۔ پسینہ آنے سے یا کھل کر پیشاب آنے سے تکلیفوں میں کمی ہو جاتی ہے۔

" سائیکوسس میں بھی اخراجی مادوں کے جسم سے نکل جانے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے مگر یہ کمی پیشاب، اسہال یا پسینے کے اخراج سے نہیں بلکہ لعاب دار جھلیوں کی رطوبت مثلاً لیکوریا کے اخراج یا ناک کے بہنے سے کمی ہوتی ہے۔ "

خالص سورائی حالتوں میں مرض شاذونادر ہی نشوونما پاتا ہے اور مریض کی نشوونما صرف اس صورت میں ہوتا ہے۔ جب یہ دوسری مِشمیا کے ساتھ ملاپ کرے اور جب اس طرح یہ دو یا تینوں مِشما ایک ہی فرد کے اندر موجود ہوں تو پیچیدہ حالت نمودار ہو جاتی اور قوتِ حیات اس قابل نہیں رہتی کہ وہ بیماری کو پیدا ہونے سے روکے۔ ان مرکب مِشمیا کی وجہ سے زہر پیدا ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے ان حالتوں کا علاج کرنا مشکل ہوتا ہے اور انہیں حقیقی شفاء ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک قوتِ حیات دوا سے اثر نہ لے۔ مرگی اور دوسری غیر صحت مندانہ حالتیں بھی ان مِشمیا کے اکٹھا ہونے سے وجود میں آتی ہیں۔ یہ حالتیں بھی اکثر و بیشتر تپ دق کی صورت میں ابھرتی ہیں اور سفلس اور سورا کے ملاپ سے وجود میں آتی ہیں۔

وائٹل فورس یا قوتِ حیات زیادہ دیر تک اس پوشیدہ بگاڑ کو برداشت نہیں کر سکتی جب کہ یہ بگاڑ ایک سے زیادہ مِشما کی وجہ سے وجود میں آیا ہو تنہا سورا شاذونادر ہی بیماری کی شکل اختیار کرتی ہے اور اگر [illegible] جائے تو یہ تکلیف خطرناک نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ایک سے زیادہ [illegible] اکٹھے ہو جائیں تو [illegible]

دوسری بیماری کو ابھارتی ہے اور تکالیف اپنا اظہار کرتی ہیں۔ اگر ان پوشیدہ بیماریوں میں سے ایک علا ہو تو یہ پوری شدت سے حرکت میں آجاتی ہے اور پھر اس بیماری کی قابل نفرت اور تباہ کن حالتیں سب سے پہلے اپنا اظہار کرتی ہیں۔

مرکب سگمیٹا کا علاج کرتے وقت سب سے پہلے نمایاں ترین حالت کا علاج کرنا چاہیے۔ چونکہ ہمارے علاج کی بنیاد علامات کی مشابہت پر ہے اور اگر سورا موجود ہوگی تو تمام علامات میں سورا کی علامات سب سے نمایاں ہوں گی، ان علامات کا علاج کرنا چاہیے۔ اس کو ختم کرنے کے بعد یا کافی حد تک کم کرنے کے بعد دوسری نمایاں تکلیف کی طرف توجہ دی جائے جب تک یہ بھی مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے لہٰذا یہ طریقہ کار اسی طرح جاری رکھا جائے حتیٰ کہ تمام نمایاں سگمیٹا ختم ہو جائیں اور شفا حاصل نہ ہو جائے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہماری بہت سی گہرے اثرات رکھنے والی ادویات میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ پوشیدہ امراض کو شفایاب کرنے کی خصوصیت رکھتی ہے۔ ایک دوا جو احتیاط سے منتخب کی گئی ہو اور وہ آتشے ترچھے راستوں سے کیس کو شفایاب کرے تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ جائے علاج کی بنیاد ان علامات کے مجموعے پر ہے جن کا اظہار ہوتا ہے۔

ہانیمن اعظم کی دریافت یعنی سورا یا بنیادی سگما اور اس کے علاوہ ایسے طریقہ کار کی وضاحت جس ہومیوپیتھک معالجین تباہ کن افعال کے بارے میں پہلے سے معلوم کر لیتے ہیں اور اس طرح بہت سی کرانک بیماریوں کی نشوونما کو روک کر مہلک اثرات سے مریض کو بچا لینے کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان باتوں کا علم اور مطالعہ ہی معالجین کو اس قابل بناتا ہے اور وہ بچپن اور جوانی کے خطرناک بگاڑوں اور بیماریوں کو شفایاب کرکے بچوں کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ مستقبل میں اپنی پوری قوت اور واضح ذہن کی مکمل صحت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

باب ۲۸

سفلس

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سورک میازم کا ڈیفی شینسی ڈیزیز (Deficiency Diseases) کے ساتھ قریبی تعلق ہے۔ اب ہم ایٹمی وزن کی بیماری کی حالتوں سے تعلق کی بنیاد پر سفلس اور سائیکوسس کا مطالعہ کرتے ہیں، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ نہایت اہم اینٹی سورک ادویات کم ایٹمی وزن والے عناصر پر مشتمل ہیں یعنی ان کے ایٹمی نمبر ۵۳ سے کم ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ یہ ادویات عناصر جسم کی زندہ بافتوں کی تعمیر کے ساتھ منسلک ہیں۔ اسی طرح اونچے ایٹمی اوزان رکھنے والے عناصر تباہ کن قوتوں کے حامل ہوتے ہیں۔

ملی کان (MILLIKAN) کے بیان کے مطابق ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ:

"تعمیری عناصر پہلے سے ہی نہایت قیام پذیری (MAXIMUM STABILITY) کی حالت میں ہوتے ہیں وہ اپنی ٹوٹ پھوٹ کے نتیجے میں توانائی کا اخراج نہیں کرتے اور انہیں صرف اسی حالت میں توڑا جا سکتا ہے اگر ان کو توانائی فراہم کی جا سکے لیکن جب ہم تابکار عناصر RADIOACTIVE ELEMENTS کے بارے میں غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مسئلہ مختلف نوعیت کا ہوتا ہے اس لیے ان کا ہومیوپیتھک فیلڈ آف ایکشن بھی مختلف ہو گا۔ ہم تباہ کن قوتوں سے اس وقت تعمیر کی توقع نہیں کر نہیں کر سکتے جب تک وہ اپنی قدرتی حالت (خام) میں ہوں۔

ملی کان ہمیں بتاتا ہے کہ تابکاری کے عمل کے نتیجے میں صرف چند ایک بھاری عناصر میں ٹوٹ پھوٹ (DISINTEGRATION) ہوتی ہے۔ تابکاری ایک حرارت زا EXOTHERMIC عمل ہے۔ یہ عمل تباہ کن ہے کیونکہ اس عمل سے ابتدائی عنصر تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں بننے والا عنصر اس سے کم تابکاری کی خصوصیت رکھتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ریڈیم اسی عمل کے نتیجے میں ایک خاص مدت تک جب اپنے اضافہ ذرات خارج کر لیتا ہے تو یہ اس وقت ایک ہلکے عنصر میں تبدیل

ہو جاتا ہے کہ ہم اُسے تھوریم THORIUM کہتے ہیں اور تھوریم تبدیلی سے گزر کر ریڈیم RADIUM بن جاتا ہے اور ریڈیم بالآخر سیسے (LEAD) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ کیمیاوی ایکٹو ایلیمنٹ یعنی تابکار عناصر اپنی ذاتی تباہی لائے بغیر نہیں رہ سکتے اور یہ دوسرے عناصر کے ساتھ ملاپ کریں تو ان کو بھی تباہ کر دیتے ہیں۔

ہم یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مرض سفلس ہی ایسی بیماری ہے جو زندہ بافتوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ یہ نہ صرف نرم بافتوں بلکہ ہڈیوں کی بافتوں کو تباہ کر دیتی ہے حتیٰ کہ اس بچے پر بھی حملہ آور ہو جاتی ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر بسبب سفلس کے حاملہ ایک بچہ اس بیماری کا اثر لے کر پیدا ہو جائے تو ہم اس کی بافتوں کی تباہ شدہ حالت دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ کاش یہ بچہ مر گیا ہوتا۔ اگر بچے کی شکل و صورت بہت بگڑی ہوئی ہو اور سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس بچے پر اس خاندانی بیماری کی چھاپ ضرور موجود ہوتی ہے۔ اس میازم کی وہ تمام علامات جو سلسلہ وار نمودار ہوتی ہیں پہلے ہی بیان کی جا چکی ہیں۔ اب ہمیں ان عناصر کی جانچ کرنا ہے جو اس مرض کے لیے کیمیائی میلان رکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ جانچ پہلے سے مقرر کردہ ہومیوپیتھک طریقے سے کرنی ہے۔

اگرچہ سلفر ایسی دوا ہے جو سورا کے لئے دافع اور نمایاں طور پر مخصوص ہے تو سفلس سے زیادہ سے زیادہ مشابہت مرکری کے اندر موجود ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مرکری اونچے ایٹمی وزن رکھنے والے عناصر میں شامل ہے۔ درحقیقت اوسمیم (76) سے اوپر ہمیں ہومیوپیتھک طریقہ سے آزمائی گئی ادویات کا ایک سلسلہ ملتا ہے۔ ہومیوپیتھک میٹیریا میڈیکا کے حوالے سے ہمیں اوسمیم، اریڈیم، پلاٹینم، آرم، مرکری، پلمبم، بسمتھ، ریڈیم اور یورینیم کی علامات کا ایک نہایت واضح خاکہ میسر ہوتا ہے۔ اس سلسلے کے دوسرے عناصر کے بارے میں ہماری آزمائش ابھی خاطر خواہ نہیں ہے لیکن ان تکالیف کے سلسلے میں استعمال ہونے والے چند ادویات ایسی بھی ہیں جو کم ایٹمی وزن رکھنے والے عناصر کی لسٹ میں شامل ہیں تو پھر اس (سفلس) تکالیف میں استعمال ہونے والی ان دواؤں کے بارے میں ہمارے پاس کیا جواز ہے۔

تھورنٹن (THORNTON) کیلیفورنیا یونیورسٹی کے میکملن (MCMILLAN)۔

لارنس نے ۱۹۲۵ء میں نیشنل اکیڈمی آف سائنسز میں یہ رپورٹ پیش کی کہ انہوں نے کم ایٹمی

وزن والے عناصر کو بھی تابکار بنالیا ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لیے انہوں نے نیوکلس کے گرد موجود انتہائی طاقتور رکاوٹوں پر غلبہ پایا۔ اس کام کے لیے انہوں مخصوص آلہ اسی مقصد کے تحت بنایا تھا۔ اس میں انہوں نے کم از کم مقدار کے ایمپئرز (کرنٹ) اور وولٹیج استعمال کئے۔ اس سے انہوں نے تانبہ اور نمک (سوڈیم کلورائیڈ) دونوں کو مصنوعی طور پر تابکار بنایا۔ سوڈیم کلورائیڈ محلول کی صورت میں تابکار رہتا ہے حتیٰ کہ جب اس کو بافتوں میں انجکشن کے ذریعے داخل کیا جائے تب بھی تابکار رہتا ہے۔ بعض

ان ہی سائنسدانوں کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ پانی کا ایک قطرہ اس قدر توانائی کا حامل ہوتا ہے کہ وہ ایک سال تک ۲۰۰ ہارس پاور طاقت مسلسل خارج کرسکتا ہے، لیکن یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ اگر اس کے ایٹموں کو توڑا جائے لیکن اس وقت ان ایٹموں کو توڑنے کے لیے جتنی توانائی درکار ہے وہ ان سے خارج ہونے والی توانائی سے زیادہ ہے۔ اور اگر کسی طریقے سے یہ شرح الٹ دی جائے (یعنی توڑنے کے لیے کم توانائی درکار ہو اور ٹوٹنے کے بعد زیادہ توانائی خارج ہو) تو ایٹمی توانائی حاصل ہو سکتی ہے۔

ملیکان (MILL KHAN) کم وزن عناصر مثلاً (سوڈیم) کے بارے میں کہتا ہے کہ "غالباً انسان انکو توڑنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کے لیے اسے بے انتہا محنت کرنا ہو گی"

یہاں پر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تابکاری RADIO ACTIVITY اور ٹوٹ پھوٹ DISIN-TEGRATION) ایک ہی معنی COMMON THOUGHT رکھتی ہیں اور یہی چیز سفلیک سگمار سائنس معنی آئی ہے۔

ہم اکثر مریضوں کو نیٹرم میور کے لیے بہت حساس پاتے ہیں جبکہ نیٹرم میور پوٹینسی کی شکل میں ہو اور یہی وہ شکل ہے جس میں توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ دوا میں یہ طاقت جھٹکے دینے کے عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ ان جھٹکوں کے بغیر یہی نمک جب غذا کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو یہ کسی قابل ادراک اثر کا حامل نہیں ہوتا۔ جب اس عنصر پر مسلسل بیرونی حرکت سے حملہ کیا، ایٹم سے توانائی کا اخراج ہوتا ہے اور یہ عنصر تبدیل ہو کر ریڈیو ایکٹو (تابکار) بن جاتا ہے اور اس کی یہ تابکاری خاصی دیر تک قائم رہتی ہے۔ بالکل اسی طرح بہت سے عناصر ایسے ہیں جو غیر فعال ہوتے ہیں، انہیں ہومیوپیتھک پوٹینٹائزیشن کے عمل سے فعال بنایا جا سکتا ہے

باب ۲۹ بیماریوں کی گروہ بندی

سائیکوسس

سائیکوسس کو عموماً سوزاک کے زہر (Gonorrhoeal Poison) کا نام دیا جاتا ہے لیکن ہمیں سائیکوسس اور سوزاک کا فرق اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ سوزاک دراصل سوزاک کے جرثومے گونو کوکائی (Gonococci) کی شدید چھوت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا زمانۂ سرایت پانچ سے دس روز ہے۔ اس انکیوبیشن پیریڈ کے دوران سوزاک خالصتاً ایک جراثیمی اثر (چھوت) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور پیشاب کی نالیوں میں سوزش پیدا کر دیتا ہے اس کے بعد یہ مقامی جراثیمی اثرات کی قوتوں کے زیرِ اثر بیرونِ جسم اپنا اظہار کر دیتا ہے۔ اس بیرونی اظہار میں قوتِ حیات کا جراثیمی حملے کے خلاف ردِ عمل بھی ہوتا ہے۔ اگر سوزاک کا مکمل طور پر علاج ہو جائے تو عملی طور پر سائیکوسس پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر سوزاک کو دبا دیا جائے تو سائیکوسس ہو جاتا ہے۔ جب بیرونی دواؤں کے دبا دینے والے اثرات سے مرض باہر سے اندر کی جانب دھکیل دیا جاتا ہے تو اس سے قوتِ حیات متاثر ہوتی ہے اور پھر یہ سسٹیمیٹک سٹگما (Systematic stigma) کی حیثیت اختیار کر کے جسم کے اندر ہر زندہ سیل کے اندر دھنس جاتا ہے اور مرض میں مبتلا شخص کی نسلوں کو متاثر کرتا ہے یہ دراصل مریض کے جسم میں اپنی تباہ کاریوں کو جاری رکھتا ہے اور بچے کی ماں کے اندر بھی اپنا اثر منتقل کرتا ہے۔

سوزاک کو دبا دینے سے عموماً پہلی چیز خون پر اس کا حملہ ہے۔ اس سے زبردست نزلاوی کیفیت (catarrhal) پیدا ہو جاتی ہے اور انیمیا ہو جاتا ہے۔ عموماً سوزش پیدا کرنے والا یا ہی درد شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سوزش نرم بافتوں میں [illegible] اور عضلات کے ٹشوز میں تبدیلی پیدا کر دیتی۔ حقیقت میں پہلا حملہ [illegible] بلکہ کوٹ آجاتی ہے۔ [illegible]

فعل دب جاتے ہیں اور پراسٹیٹ گلینڈ سوج جاتے ہیں۔

یہ وہ علامات ہیں جو سوزاک کے مرض کے دب جانے کے بعد نمودار ہوتی ہیں۔ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پورا جسم اس بیماری کے چنگل میں آچکا ہے اور اس کی تباہ کن گرفت میں آچکا ہے۔

اگر ابتدائی سوزاک کا ہومیو پیتھک طریقہ سے علاج کر دیا جائے تو جسمانی بگاڑ کی حالتیں پیدا نہیں ہوتیں اور اگر ہوں بھی تو بہت معمولی۔

سوزاک کے زہر یا سائیکوسس کے زہر کو مریض جوں کا توں آگے منتقل کر دیتا ہے۔ اگر یہ خالص سوزاک ہے تو اسی صورت میں آگے منتقل ہوگا لیکن اگر یہ دوسری سٹیج پر پہنچ گیا ہو (یہ حالت عموماً پہلی سٹیج کے ختم ہو جانے کے تین مہینے کے بعد شروع ہو جاتی ہے یا پھر ایک سال تک لیٹ ہو سکتی ہے۔

سائیکوسس کی دوسرے اور تیسرے درجے کی علامات ہومیو پیتھک طریقہ علاج سے مکمل طور پر ختم کی جا سکتی ہیں۔

سائیکوسس کے دوسرے درجے میں خواہ کوئی بھی بیماری پیدا ہو یہ کسی نہ کسی نوعیت کی سوزش ضرور پیدا کرتی ہے۔ یہ شدید، کم درجے کی شدید یا کرانک ہو سکتی ہے اور اس کے بخار معمولی سے لیکر انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں۔

ہمیں کئی کیسز دیکھنے میں آتے ہیں کہ ایک مکمل صحت مند لڑکی شادی کے فوراً بعد کمزور ہونے لگتی ہے اور بہت کمزور ہو جاتی ہے اور شدید بیمار ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سائیکوسس کی سیکنڈری علامات مادہ اعضائے تولید کی میوکس میمبرین کو متاثر کرتی ہیں۔ اکثر تو صرف ایک عضو ہی اس سے متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً اووری میں سسٹ کی پیدائش یا پھر فیلوپین ٹیوب میں سوزش ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان میں انیمیا پیدا ہو جاتا ہے جو کہ اس کے جسم کے ہر حصے کو متاثر کرتا ہے۔ یہ عمل آہستہ آہستہ اس کے پورے نظام کو متاثر کر دیتا ہے ——— وہ زچہ، کمزور لور ہو جاتی ہے اور مریضہ کے عضلات میں برداشت stamina ختم ہو جاتا ہے۔ اس سنگا سے انیمیا اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ یہ خون کے سرخ ذرات کو غذا کی نامکمل تکسید کے باعث تباہ کر دیتا ہے۔

مریضہ کی یہ حالت اس کی چھاتی یا رحم کے کینسر کی پیش رو ثابت ہو سکتی ہے یا پھر یہ ذیابیطس برائیٹ ڈیزیز، یا پھر اسی طرح کی اور کئی بیماریوں کا باعث بن سکتی اور یہ تمام تکلیفیں مریضہ کے جسم میں

پہلے سے موجود اثر کی بناء پر پیدا ہوتی ہیں۔ سائیکوسس سے متعلقہ تکالیف کو بہت آہستہ آہستہ آرام آتا ہے۔ سائیکوسس کا مریض بہت شکی مزاج ہوتا ہے اور شک کی یہ حالت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ خود پر بھی یقین نہیں رکھتا اور اپنا کام اور اپنی بات پھر نئے سرے سے شروع کرتا ہے اور پھر حیران ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا یا کیا کیا وہ ایسا ہی کرنا یا کہنا چاہتا تھا یا نہیں۔ وہ بات کرتے کرتے پیچھے کی طرف لوٹ جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے آغاز کرتا ہے۔ اسے شبہ ہوتا ہے کہ اس کی بات کو سننے والے اس پر یقین نہیں کریں گے یا پھر اُس کی باتوں کا غلط مطلب نکالیں گے۔ یہی شک و شبہ جب دوسروں پر کیا جاتا ہے تو اس سے بدترین قسم کا حسد جنم لیتا ہے۔ اور یہ حسد وہ اپنے دونوں دوستوں سے کرنے لگتا ہے اور اُسے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ اُس کی بات سمجھی نہیں گئی۔ سائیکوسس کا اثر بدترین قسم کا نسلی بگاڑ پیدا کرتا ہے اور اس مرض میں مبتلا شخص اس بنیادی شبہ اور حسد کی بنا پر ہر ناجائز اور غلط کام کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بدترین قسم کے ظالمانہ مکار اور چالباز قسم کی دیوانگی پیدا ہو جاتی ہے۔

سائیکوسس کا مریض بہت جلد ناراض ہو جاتا ہے اور غصہ میں آ جاتا ہے، وہ کئی باتوں میں غیر حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتا ہے اور صحیح الفاظ منتخب کرنے میں دقت محسوس کرتا ہے، وہ تحریر جو اس نے خود لکھی ہو، وہ جتنی بار اس پر نظر ڈالتا ہے تو اُسے اپنے لکھے ہوئے الفاظ عجیب نظر آتے ہیں اور اُسے ان الفاظ کے درست نہ ہونے میں شبہ نہیں بلکہ یقین ہو جاتا ہے اس کو تازہ واقعات بھول جاتے ہیں لیکن پرانے واقعات بہت اچھی طرح یاد رہتے ہیں۔ سائیکوسس بھی سفلس کی طرح مریض میں اپنی ذات کی تردید کی نمایاں علامت پیدا کرتا ہے جو کہ اس بیماری کے اخلاقی پہلو کا ردِ عمل ہوتا ہے۔

سفلس کی طرح یہاں بھی ہمیں ہٹیلے نظریات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جب یہ دونوں مرض (سفلس اور سائیکوسس) اکھٹے ہو جائیں تو یہ خصوصیات اور بھی نمایاں ہو جاتی ہیں۔ سفلس کی طرح سائیکوسس میں بھی ذہنی حالت پست ہوتی ہے۔ سائیکوسس کے مریض کو غصّے کے دورے پڑتے ہیں اور سفلس بھی ساتھ شامل ہو جائے تو یہ لوگ سرکش اور جلے بھُنے رہنے والے لوگوں کی مکمل تصویر ہوتے ہیں جنکی یہ حالت کسی وقت بھی خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ سائیکوسس

سفلس کے ساتھ مل کر جرائم پیشہ گندی ذہنیت کے لوگ پیدا کرتا ہے۔ خودکشی کی طرف رجحان اور بگڑے ہوئے لوگ سائیکوٹک یا سفلیٹک ہوتے ہیں یا پھر ان دونوں سٹگمیٹا کا ملاپ ہوتے ہیں۔

جب بیماری بیرونی طور پر اپنا اظہار کرے، جسم سے مادوں کا اخراج ہو رہا ہو، مثلاً ناک کا بہنا لیکوریا یا حیض کا شروع ہونا تو ان دنوں میں مریض اپنی حالت میں بہتری محسوس کرتا ہے۔ ذہنی حالت میں بھی بہتری ہوتی ہے۔ جب گومڑ یا ریشہ دار بدگوشت نمودار ہوں تو ذہنی حالت بگڑ جاتی ہے، اسی طرح پرانے السر اور پرانے پھوڑے پھٹ جانے سے بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ سوزاک کی پرانی حالت کے دبنے سے نمودار ہونے سے تکلیف بڑھ جاتی ہے اور شدید ہو جاتی ہے۔ بارش اور لیکوریا یکے بعد دیگرے واقع ہوتے ہیں۔ یعنی بار بار (بارش سے) تکلیف میں کمی ہوتی ہے۔ لیکن اسہال۔ کثرتِ پیشاب اور پسینہ میں کمی نہیں ہوتی۔

تمام میازم یا سٹگمیٹا کی بہت سی علامات سر سے متعلقہ ہوتی ہیں، سر کی چوٹی میں درد سائیکوسس سے متعلقہ ہوتا ہے۔ یہ دردِ سر کی اگلی جانب بھی ہو سکتا ہے۔ سر درد میں لیٹنے سے اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح رات کے وقت خاص کر آدھی رات کو دردِ سر شدید ہوتا ہے۔ مریض بے چین ہوتا اور اپنے آپ کو حرکت میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے جس سے شدت میں کمی آتی ہے۔ سر کی علامات سفلس سے اسطرح مشابہ ہیں کہ یہ رات کے وقت شدید ہو جاتی ہیں اور دماغ کی اساس سے سر میں چکر محسوس ہوتے ہیں۔

بال گول گول دائروں کی شکل میں اُڑ جاتے ہیں۔ داڑھی کے بال بھی گر جاتے ہیں۔ سائیکوسس میں سر پر پسینہ آتا ہے لیکن اسمیں سفلس کی نمدار پپڑیاں نہیں ہوتیں۔

سائیکوسس سے کبھی خالص زخم پیدا نہیں ہوتے، اس کے برعکس اس کے نتیجے میں بافتوں کی غیر ضروری نمود ہوتی اور بافتیں تباہ نہیں ہوتیں، بہت سے گومڑ اور اسطرح کے دوسرے بدگوشت پیدا ہوتے ہیں اور یہ سائیکوسس کی پہچان ہیں [illegible] متعلق سائیکوسس کی وجہ سے ہو سکتے ہیں۔

جوڑوں کے درد کی وجہ سے آنکھوں کی تکالیف سورا اور سائیکوسس کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہیں۔ [illegible] بڑھ جاتا ہے۔

ہیں۔ سونگھنے کی حس ختم ہو جاتی ہے، ناک میں بولنے والے (Snuffles) اکثر سفلیٹک یا سائیکوٹک ہوتے ہیں۔ سائیکوسس میں ناک میں بولنے والے زیادہ مریض دیکھنے میں آتے ہیں لیکن ان کی ناک میں زخم اور کھرنڈ نہیں ہوتے۔ ناک میں سے بہنے والا مادہ پیپ نما اور مقدار میں کم ہوتا ہے اور اس میں سے مچھلی کے پانی کی بو آتی ہے۔

مچھلی کی سی بو سائیکوٹک اثر کی مخصوص علامت ہے، یہ بو تمام اخراج میں آ سکتی ہے لیکن خاص طور پر تولیدی نالیوں کے اخراج سے آتی ہے۔ سائیکوٹک مریضوں کے اخراج تپِ دق کے مریضوں کے اخراج کی طرح سبز یا سبزی مائل زرد ہوتے ہیں۔

ناک اکثر بند رہتی ہے اور اس کی وجہ ناک کی جھلّی کا موٹا ہو جانا ہے اور ناک کی اندرونی ہڈیاں بڑھ جاتی ہیں، سوائے شدید نزلہ زکام کے ناک میں سے اخراج بہت کم ہوتا ہے لیکن ناک میں سے کم از کم اخراج بھی ہو تو تکلیف میں کمی ہو جاتی ہے۔

ہے فیور (HAY FEVER) کی تمام حالتیں جن کو عام علاج سے شفا بخشنا نہایت مشکل ہوتا ہے لیکن اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ سفلس سے متعلق ہیں یا پوشیدہ سائیکوسس سے تعلق رکھتی ہیں یا پھر اکثر سورا کا رنگ بھی غالب ہو تو ان کو سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ آبلے یا چھالے سورا اور سائیکوسس کا مجموعہ ہوتے ہیں۔

سائیکوٹک مریض، ریاحی دردوں کا جلد شکار ہوتا ہے اور اگر ان دردوں کو دبانے کی کوشش کی جائے تو یہ دردِ دل کی تکلیف میں منعکس ہو جاتے ہیں اور دل میں ہتھوڑا چلنے کی طرح کی دھڑکن محسوس ہوتی ہے۔

سائیکوسس اور سورا کے ملاپ کی صورت میں دل کے والوز میں خرابی ہو جاتی جس سے دل کی ساخت میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ اِن ہی حالات کے تحت خطرناک صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ سائیکوسس کے دل کے مریضوں میں سورا کی دل کی تکلیفوں میں مبتلا لوگوں کی طرح کا (موت) خوف نہیں پایا جاتا اگرچہ سفلس اور سائیکوسس کے مریضوں کی دلی حالت بہت خطرناک ہوتی ہے اور سورا کے دل کے مریضوں کی اتنی خطرناک حالت نہیں ہوتی مگر پھر بھی وہ فکر مند رہتے ہیں، خاموش رہتے ہیں۔ اور موت سے ڈرتے ہیں، اپنی نبض بار بار دیکھتے ہیں جبکہ سائیکوسس اور سفلس کے مریضوں میں کوئی ذہنی

بے چینی اور دل کی داخلی علامات ظاہر نہیں ہوتیں مگر وہ اچانک بغیر خطرہ کے الارم کے مر جاتے ہیں۔

اگر دل میں درد ہو رہا ہو اور دم گھٹ رہا ہو تو اس حالت میں معمولی ورزش یا حرکت سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ سائیکوسس کے مریضوں میں دل کی تکلیف ہو تو اکثر دم گھٹتا ہوتا ہے اور جب دل کی تکلیف ریاحی نوعیت کی ہو تو پھر شدید قسم کا درد ہوتا ہے اور یہ درد بھی حرکت کرنے سے شدید تر ہو جاتا ہے۔ ان مریضوں کی نبض نرم اور آہستہ آہستہ چلنے والی ہوتی ہے اور اس نبض کو آسانی سے دبایا جا سکتا ہے۔ دل کے والو کمزور ہو جاتے ہیں۔ عضلات نرم اور پلپلے ہو جاتے ہیں اور اگر ان کی حالت عرصہ دراز تک درست نہ ہو تو ان میں طاقت نہیں رہتی۔ عموماً یہ لوگ موٹے اور پھولے ہوئے جسم کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کا موٹاپا دم گھٹنے کی وجہ بن جاتا ہے۔

گلے کے غدود متورم (cyanotic) اکثر چہرے کی رنگت نیلگوں ہو جاتی ہے اور گلے کے غدودوں کا پھولنا، وریدوں میں خون کی گردش رک جانا ہے۔ گلے کے غدودوں کا پھول جانا تکلیف نہیں دیتا۔ استسقاء یا جلندر (Anasarca) کے بڑھنے سے پہلے ہی موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، وہ موم بتی کی طرح سانس باہر نکالتے ہیں۔ ان حالتوں میں امیرانہ زندگی مصالحہ دار غذائیں اور نشہ آور مشروبات مزید اضافے کا واسطہ بنتے ہیں۔

سورا کی مانند پوشیدہ سائیکوٹک بھی گوشت کے استعمال سے نمودار ہو جاتا ہے۔ سائیکوٹک کے مریضوں کو گوشت کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے یعنی کم گوشت کھانا چاہیے اور ان کیلئے بہتر ہے کہ وہ بادام اخروٹ (NUT) لوبیا اور پنیر کھائیں۔ (Gouty) گھنٹیا کے مریض گوشت ہضم نہیں کر سکتے۔ وہ شراب (Bear) کی شدید خواہش رکھتے ہیں اور چونکہ شراب ان کی غذا کا ضروری حصہ نہیں ہوتا اگرچہ جَو کی شراب (Bear) - دوسری شراب (Wine) کی نسبت کم تکلیف پیدا کرتی ہے۔ اس شخص کی تکلیفوں میں کھانا کھانے کے بعد اضافہ ہو جاتا ہے اور معدے کے بل لیٹنے یا دباؤ سے تکلیف میں کمی ہوتی ہے۔

اس کے منہ کا ذائقہ پھپھوندی جیسا یا پھر مچھلی کی بو والا ہوتا ہے۔ اس کے درد ہمیشہ تولنجی

تکلیف کو سن سن کرتنگ آجاتے ہیں کبھی کبھی اسہال کی شکایت بھی ہو جاتی ہے، لیکن ان سے پہلے ہمیشہ قولنج کا درد ہوتا ہے اور یہ درد بہت شدید ہوتا ہے۔ پاخانہ تیزی اور قوت سے ایک دم خارج ہوتا ہے۔ ریوم (Rheum)، کیمومیلا (Camo) میگنیشیم (Mag) اور کارب (Carb) کے قولنج اور پاخانے اس سے مشابہ ہوتے ہیں۔ قولنج مریض کو زود رنج بنا دیتا ہے تمام قسم کے پاخانوں اور انتڑیوں کی تکلیفیں جو سائیکوسس کی وجہ سے ہوں ان کی ایک مستقل علامت قولنج (Colic) ہے۔ خواہ یہ علامات اسہال کی ہوں یا بواسیر (Haemorrhoids) کی یا پھر کوئی اور انہضامی تکلیف ہو، ان تمام علامات کے ساتھ چڑچڑا پن ضرور موجود ہوتا ہے۔

سائیکوٹک بچے میں سے کھٹی بو آتی ہے حتیٰ کہ پاخانے سے بھی کھٹی بو آتی ہے۔ وہ مسلسل توجہ چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اسے اٹھا کر پھرا جائے جھلایا جائے۔ اس کی پیٹ کی تکلیف پیٹ کے بل لٹانے اور دبانے سے کم ہوتی ہیں۔ ڈلکامارا اپنی خصوصیت کے لحاظ سے سائیکوٹک دوا ہے اس کے اسہال کھٹی بو والے اور جلن پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ خونی اور جلن پیدا کرنے والی بواسیر اور جس میں سے مچھلی کے پانی کی سی بدبو آتی ہے۔ پیشاب کی نالی میں بہت سی تکلیفیں ہوتی ہیں پیشاب کرنے پر شدید جلن ہوتی ہے۔ بچے درد سے بلبلاتے ہیں، یہ تکلیف پیشاب کی نالی کی تشنجی سکڑن سے پیدا ہوتی ہے۔ پیشاب کی بہت سی تکلیفیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ سورا سفلس اور سائیکوسس اکٹھی ہو جاتی ہیں اور ان میں زیادہ تر سفلس اور سائیکوسس کے ملاپ کی وجہ سے تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں۔

ذیابیطس کے مریض اکثر تپ دق میں بھی مبتلا رہتے ہیں لیکن اگر سائیکوسس کا اثر بھی موجود ہو تو حالت نہایت خطرناک بن جاتی ہے۔ برائیٹ ڈیزیز (Bright's Disease) میں تینوں مِیازم ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اگر ریشہ دار تبدیلیاں رونما ہوں تو یقینی طور پر سائیکوٹک اثر نمایاں ہوتا ہے۔

(مقعد) ریکٹم میں تپ دق سے متعلقہ علامات ملتی ہیں مثلاً تشنج، بھگندر، شگاف اور پاکٹ (Pockets) لیکن جب سائیکوٹک سٹگما میں شامل ہو تو یہ حالتیں شدید صورت اختیار کر لیتی ہیں اور پھر ان حالتوں کے زہریلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں کیونکہ تپ دق کی ملوث کا سائیکوٹک کے ساتھ ملاپ کینسر کے اثرات کو جنم دیتا ہے۔

پراسٹیٹ غدود کی حاصل شدہ سائیکوٹک حالتوں میں بھی تینوں سٹگمیٹا کا ملاپ ہوتا ہے۔

عورتوں کے جسم میں سائیکوٹک تکلیفوں کی عام جگہ پیلوک میں واقع اعضاء ہیں۔ پیلوک کی سوزش مثلاً بیضہ دانیوں (ovaries) کی سوجن یا فیلوپیئن ٹیوبز کی سوزش وغیرہ دراصل مادہ کے جسم میں پیلوک کی تمام سوزش سے متعلقہ بیماریاں سائیکوسس سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ یہ اثر پیری ٹونیم جھلی تک پہنچ سکتا ہے جس کے نتیجے میں عام پیری ٹونائیٹ (Peritonites) اور سیلولائٹیس (celulites) پیدا ہو سکتے ہیں۔ اپنیڈے سائٹس کا سائیکوسس سے براہِ راست تعلق ہے۔ پیٹ میں سائیکوسس کی تکلیف کو پہچاننے کے لئے قولنج، تشنج اور اکثر کے دردوں کو ذہن میں رکھیں۔ بُودار مادوں کا اخراج جو جلد پر جلن پیدا کرتا ہے۔ جسم سے خارج ہونے والے مادوں میں باسی مچھلی کی سی بُو اور میوکس میمبرین کی شکل پھپھوندی (Mottled) جیسی

(ایلوپیتھک) میڈیکل پریکٹس میں سائیکوٹک کی تکالیف اور اخراجی مادوں کو عام طور پر دبا دیا جاتا ہے۔ لیکن ان دبا دینے والے طریقوں کے نتیجے میں یہ سنگینی اور طاقتور شکل میں اپنا اظہار کرتی ہے۔ ان طریقوں کے اپنانے سے بیماری کی تباہ کن نشوونما تیز ہو جاتی ہے اور اکثر بڑی جلدی خطرناک (Malignancy) صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ایسا اکثر جنسی اعضاء کی تکلیفوں میں دیکھنے کو ملتا ہے اور جس کا آخری حل سرجری کو تصور کیا جاتا ہے۔ فزیشن آپریشن کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ اس نے مریض کو تکلیف سے بچا لیا۔ لیکن مرض انتہائی خطرناک صورت میں نمودار ہو کر مریض کو موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ جب اسطرح کی صورتیں نمودار ہوں تو بلا شبہ یہ سائیکوسس ہوتی ہے۔ اکثر اوقات زخمی ہو جانے کے بعد بھی اس قسم کی علامات نمودار ہوا کرتی ہیں۔

سائیکوسس اپنی کرانک شکل میں سوزاک کے زہر کو آگے منتقل کرتی رہتی ہے اور اسطرح اکثر ریاحی تکالیف پیدا ہو جاتی ہیں۔ جوڑوں میں پھاڑنے والا درد پیدا ہو جاتا ہے جو آرام کی حالت میں شدید ہو جاتا ہے اور سرد اور نم دار موسم میں بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس درد میں حرکت سے اور کھینچنے سے کمی ہوتی ہے خشک موسم تکلیف میں کمی کرتا ہے، چھوٹے جوڑوں میں درد ہوتا ہے اور ان جگہوں پر رطوبتیں اور دوسرے مادے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جوڑ اکڑ جاتے ہیں۔ درد کرتے ہیں اور لنگڑا پن ہو جاتا ہے۔ یہ تمام خصوصیات سائیکوسس کی اہم علامات ہیں۔ جوڑوں کی ایسی تکالیف جہاں چونے کا نمک اکٹھا ہو جاتا ہے جسطرح گھنٹیا میں ہوتا ہے۔ نقرس کی حالتیں سائیکوسس سے تعلق رکھتی ہیں۔

مائیکوسس کی جلدی علامات میں [illegible]

[illegible]

[illegible] مائیکوسس [illegible]

[illegible]

[illegible] مائیکوسس

[illegible]

[illegible] مائیکوسس [illegible]

[illegible]

[illegible] مائیکوسس [illegible]

[illegible]

[illegible] مائیکوسس [illegible]

[illegible] مائیکوسس کے [illegible] پیدا نہیں ہوتے۔